REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم — وعلی عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP_3.

جلد ۳۳ — شمارہ ۲

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

نائب:- جاوید اقبال اختر

شرح چندہ
سالانہ ۳۰ روپے
ششماہی ۱۵ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۸۰ روپے
فی پرچہ ۷۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

۷ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ — ۱۲ صلح ۱۳۶۳ ہش — ۱۲ جنوری ۱۹۸۴ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۸ صلح (جنوری) - سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں ہفتہ زیرِ اشاعت کے دوران میں یہاں آنے والے احباب کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ "حضور پُر نور ایدہ اللہ الودود اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں"۔ الحمد للہ۔ احباب کرام التزام کے ساتھ اپنے جان و دل سے محبوب آقا کی صحت و سلامتی اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دُعائیں کرتے رہیں۔

★ — ان ہی احباب کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان جو محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ اور بچگان کے ہمراہ مورخہ ۲۵/۱۲/۸۳ کو ربوہ تشریف لے گئے تھے جلسہ سالانہ کی مصروفیات کے بعد ربوہ میں ہی قیام فرما ہیں۔ اور یہ کہ موسم کی خرابی کی وجہ سے موصوف کی طبیعت کسی قدر ناساز ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کامل صحت و شفایابی عطا فرمائے آمین۔

★ — مقامی طور پر محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز قائم مقام ناظر اعلیٰ و امیر مقامی اور محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل ناظر دعوۃ و تبلیغ بعض جماعتی اُمور کی انجام دہی کے لئے آج دوپہر کو دہلی تشریف لے گئے ہیں۔

قادیان میں موجود تمام درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

اہلی زندگی میں اسوۂ نبوی کو اپناتے ہوئے اپنے گھروں کو جنت کا نمونہ بنائیں

جماعت کے تاجر پیشہ احباب غرباء کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونے میں مدد دیں!

اسلام آزادیٔ ضمیر، آزادیٔ عقیدہ اور آزادیٔ عمل و کردار پر مبنی مثالی تعلیمات پیش کرتا ہے۔ مگر— افسوس کہ مسلمان ان تعلیمات کو نظر انداز کر کے غیروں کیلئے اسلام پر اعتراضات کے مواقع فراہم کر رہے ہیں!!

جلسہ سالانہ کے دوسرے اور تیسرے دن حضور پُر نور کے خطابات اور دیگر کوائف پر مشتمل موصولہ برقی اطلاعات

قادیان: ۴ صلح (جنوری) — آج قبل از دوپہر جلسہ سالانہ ربوہ کے دوسرے اور تیسرے دن یعنی ۲۷ اور ۲۸ فتح (دسمبر) کے اجلاسات میں سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بصیرت افروز خطابات اور دیگر ایمان افروز کوائف پر مشتمل محترم قائم مقام امیر صاحب مقامی کے نام وکالتِ تصنیف تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ کی جانب سے بذریعہ ٹیلیگرام جو اطلاعات موصول ہوئیں اُن کا ترجمہ افادہ قارئین کے لئے علی الترتیب ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ اس تعلق سے روزنامہ الفضل میں شائع شدہ تفصیلی کوائف کا ہنوز انتظار ہے۔ جیسے ہی یہ کوائف ہمیں موصول ہوں گے اُنہیں بدر کی قریب ترین اشاعت میں ہدیۂ قارئین کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ——— (ایڈیٹر)

۲۷ فتح (دسمبر)

جلسہ سالانہ کے دُوسرے دن سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلے اجلاس میں احمدی مستورات سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ گزشتہ سال میں نے عورتوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اِس موقعہ پر میں اہلی زندگی میں مردوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ میری گزشتہ سال کی تقریر کے نتیجہ میں جماعت کی مستورات نے میری ہدایات پر عمل کرتے ہوئے بہت اچھا نمونہ پیش کیا ہے۔ اس ضمن میں حضور پُر نور نے بطورِ خاص پردہ کی پابندی کا ذکر فرمایا۔ مَردوں کی ذمہ داریوں کے ضمن میں حضور نے فرمایا کہ اس تعلق سے بھی ہمارے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین عملی نمونہ موجود ہے جو بنی نوعِ انسان کی راہنمائی کے لئے کافی ہے۔ ازواجِ مطہرات کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک، انتہائی شفقت اور مہربانی پر مبنی تھا۔ حضور نے اس تعلق سے بعض مثالیں بھی دیں اور احبابِ جماعت کو نصیحت فرمائی کہ وہ اہلی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نمونہ کو اپناتے ہوئے اپنے گھروں کو جنت کا نمونہ بنائیں۔

اسی روز دوسرے اجلاس میں سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ الودود نے دورانِ سال مختلف شعبہ ہائے عمل میں جماعت کی شاندار کارکردگی پر روشنی ڈالتے ہوئے صدر انجمن احمدیہ، انجمن تحریک جدید، انجمن وقفِ جدید، مجلس نصرت جہاں اور صد سالہ جوبلی منصوبہ کی خوشکن کارگزاری کی ایمان افروز تفصیل بیان کی۔ اور فرمایا کہ جماعت کو ان تمام شعبوں میں ہنوز بہت زیادہ کوشش اور جد و جہد کرنے کی ضرورت ہے۔ حضور پُر نور نے خاص طور سے جماعت کے تاجر پیشہ احباب کو نصیحت فرمائی کہ وہ جماعت کے غریب طبقہ کو بھی اُوپر اُٹھانے کی پوری کوشش کریں۔ تاکہ جہاں ہر فردِ جماعت اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکے وہاں وہ جماعتی چندوں میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کے قابل ہو۔ حضور نے کیسٹس کے ذریعہ بیرونی جماعتوں کی شاندار تبلیغی کارکردگی کا بطورِ خاص ذکر کرتے ہوئے اس کی تعریف کی۔ خطاب کے آخر میں حضور پر نور نے احبابِ جماعت کو تمام دُنیا کے لوگوں کے لئے دُعا کی تحریک فرمائی۔

۲۸ فتح (دسمبر)

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ سال کے جلسہ سالانہ کے

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۳ پر)

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش: [illegible] اینڈ سنز [illegible] صاحب [illegible] آسٹریلیہ

[illegible] پرنٹر و پبلشر نے [illegible] پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ [illegible]

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۲ صلح ۱۳۶۳ ہش

مسیحیوں کا اتحاد اور مسلمانوں کا افتراق

مذاہبِ عالم کی تاریخ اور لٹریچر سے تھوڑی بہت دلچسپی رکھنے والے احباب بھی اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ عیسائیت رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ نام کے دو فرقوں میں منقسم ہے اور ان دونوں فرقوں میں اس حد تک اُصولی اختلاف پایا جاتا ہے کہ جہاں قدیم رومن کیتھولک عیسائی حضرت مسیحؑ کو خدا تصور کرکے ان کی عبادت کرتے ہیں وہاں پروٹسٹنٹ فرقہ کے عیسائی اُلوہیتِ مسیح کے اس سراسر مشرکانہ عقیدہ کو کسی بھی صورت میں قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ رومن کیتھولک فرقہ کی بائیبل ۴۶ کتب پر مشتمل ہے جبکہ پروٹسٹنٹ صرف ۳۹ کتب پر مشتمل بائیبل کو الہامی تصور کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں فرقے نہ صرف ایک دُوسرے کی تکفیر اور تردید کے درپے رہے ہیں بلکہ ایک دُوسرے کی عبادت گاہوں میں قدم رکھنے سے بھی گریز اختیار کرتے رہے ہیں۔

چنانچہ اسی شدید اور اُصولی نوعیت کے اختلافِ عقیدہ کا شاخسانہ تھا کہ Inquisition کے زمانہ میں ارتداد کی لہر کو دبانے کے لئے قدیم رومن کیتھولک پادریوں کی طرف سے پروٹسٹنٹ مذہب قبول کرنے والوں کو انتہائی بے رحمی کے ساتھ بہیمانہ طریق پر ناقابلِ برداشت و ناگفتہ بہ جسمانی اذیتیں پہنچائی گئیں۔ اور انہیں لرزہ خیز وحشیانہ مظالم کا تختۂ مشق بنایا گیا۔ جس کے بعد سے آج تک کم و بیش ساڑھے چار سو سال کے عرصہ میں یہی اُصولی اختلاف ان ہر دو گروہوں کے درمیان بے شمار خونریزیوں کا موجب بنا حتیٰ کہ آج بھی آئرلینڈ میں قدیم رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ عیسائی محض اِس اختلافِ عقیدہ کی بناء پر باہم دست و گریباں ہیں۔

کس قدر حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ نظریات میں اتنا شدید اور اُصولی نوعیت کا اختلاف رکھنے کے باوجود کبھی یہ سُننے میں نہیں آیا کہ دُنیا کے کسی خطّہ میں دینِ عیسائیت کی تبلیغ اور مشنری سرگرمیوں کو تیز کرنے کا کوئی موقع فراہم ہُوا ہو اور دونوں فرقے اس موقعہ سے فائدہ اُٹھانے کے لئے ہر قسم کے اختلافات کو پسِ پُشت ڈال کر باہم متحد و مربوط اور سرگرم نہ ہو گئے ہوں۔ چنانچہ اسی نوع کی ایک کوشش گزشتہ سے پیوستہ سال ۱۹۸۱ء کے اواخر میں اُس وقت منظرِ عام پر آئی جب قدیم رومن کیتھولک عیسائیوں کے مذہبی پیشوا پوپ جان پال دوئم اور پروٹسٹنٹ فرقہ کے مذہبی لیڈروں نے باہمی اختلافات کو مستقل طور سے ختم کرنے اور پائیدار امن و اتحاد کی بنیاد تلاش کرنے کے لئے ایک مشترکہ کمیشن مقرر کیا۔ پاپائے روم نے پہلی مرتبہ —— Inquisition کے زمانہ میں رومن کیتھولک عیسائیوں کی طرف سے پروٹسٹنٹ فرقہ کے عیسائیوں پر توڑے جانے والے مظالم کا کُھلے بندوں اعتراف کرتے ہوئے ان پر پشیمانی کا اظہار کیا اور باہمی اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی غرض سے شروع کی جانے والی اس مہم کو کامیاب بنانے کے لئے پروٹسٹنٹ فرقہ کے بانی مارٹن لوتھر کے وطن جرمنی (جہاں پروٹسٹنٹ عیسائیوں کی اکثریت ہے) کے دورہ کا پروگرام بنایا۔

مشترکہ کمیشن کے قیام کے بعد باہمی اتفاق و اتحاد کی ان کوششوں میں کس حد تک پیش رفت ہوئی اس کا اندازہ ابھی حال ہی میں منصّۂ شہود پر آنے والی اس خبر سے کیا جا سکتا ہے جس کے مطابق قدیم رومن کیتھولک چرچ کے مذہبی پیشوا پوپ جان پال دوئم نے پہلی مرتبہ مارٹن لوتھر کے پانچ سو سالہ یومِ پیدائش کے سلسلہ میں پروٹسٹنٹ فرقہ کے گرجے میں منعقدہ ایک تقریب میں شمولیت کرکے دونوں فرقوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کا عملی قدم اُٹھایا۔ اور وہاں اس موضوع پر تقریر کی۔ اس خبر کو پڑھنے کے بعد ہمارا ذہن غیر ارادی طور پر یہ سوچنے اور تجزیہ کرنے پر مجبور ہو گیا کہ ایک طرف باطل عقیدہ کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے یہ جوش اور لگن کارفرما ہے جو موقعہ آنے پر شدید ترین مذہبی اختلافات کو بھی پسِ پشت ڈال دیتی ہے اور دوسری طرف ایک خدا، ایک رسولؐ اور ایک قرآن پر ایمان رکھنے والے وہ مُسلمان ہیں جنہیں ارشادِ ربانی کنتم خیر اُمّۃ اُخرجت للنّاس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر کے ذریعہ محض اس بناء پر خیر اُمّت ہونے کا اعزاز عطا کیا گیا ہے کہ وہ تبلیغ و اشاعتِ دین کے مقدس فریضہ سے کبھی غافل نہ ہوں اور جنہیں اس مقدس فریضہ کی بطریقِ احسن بجا آوری کے لئے واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا کے الفاظ میں یہ تاکیدی نصیحت کی گئی ہے کہ تم ہمیشہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو تا تمہاری ملّی زندگی میں کبھی کوئی ایسا مرحلہ نہ آئے جو تمہاری صفوں میں انتشار اور پراگندگی پیدا کرنے کا موجب ہو —— مگر افسوس کہ مسلمان ان تمام تاکیدی ہدایات کو نظر انداز کرکے محض فروعی اختلافات میں اُلجھ کر آج جس طور سے منتشر اور پراگندہ حال ہیں اُس کی مثال کسی دُوسری جگہ دیکھنے میں نہیں آتی۔ کیا ہی اچھا ہو کہ مسلمان اور نہیں تو مسیحی دُنیا کی اِس قابلِ تقلید مثال ہی سے سبق حاصل کریں۔ اور اپنے فروعی اختلافات کو نظر انداز کرکے اسی جوش اور لگن کے ساتھ تبلیغ و اشاعتِ دین کا اہم فریضہ انجام دینے میں منہمک ہو جائیں کہ اسی میں اسلام کا بھلا ہے اور اسی میں اُمّتِ مُسلمہ کی سلامتی کا راز مضمر ہے۔ اے کاش ؏

ہماری یہ اُمید بر آئے ۔ خورشید احمد انور

تُم دُعائیں کرو.....!

کلامِ سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ تازہ، پُراثر اور ولولہ انگیز پاکیزہ منظوم کلام ابتلاء و آزمائش سے پُر موجودہ صبر آزما حالات میں افرادِ جماعتِ احمدیہ کے لئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ امام ہمام ایدہ اللہ الودود کی یہ شاہکار نظم جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۸۳ء کے دوسرے دن مورخہ ۲۷ فتح (دسمبر) کو مکرم منیر جاوید صاحب نے خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر حاضرینِ جلسہ کو محظوظ کیا۔ جسے کیسٹ کی مدد سے احاطۂ تحریر میں لاکر ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے —— (ایڈیٹر)

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو! آفتِ ظلمت و جَور ٹل جائے گی
آہِ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا رُخ پلٹ جائے گا، رُت بدل جائے گی

تُم دُعائیں کرو، یہ دُعا ہی تو تھی، جس نے توڑا تھا سرکبرِ نمرود کا
ہے ازل سے یہ تقدیر، نمرودیت آپ ہی آگ میں اپنی جل جائے گی

یہ دُعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا، ساحروں کے مقابل بنا اژدہا
آج بھی دیکھنا مردِ حق کی دُعا، سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

خُوں شہیدانِ اُمّت کا اے کم نظر! رائیگاں کب گیا تھا کہ اب جائے گا
ہر شہادت ترے دیکھتے دیکھتے، پھول پھل لائے گی پُھول پھل جائے گی

ہے ترے پاس کیا گالیوں کے سوا؟ ساتھ میرے ہے تائیدِ ربّ الورٰی
کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغِ دُعا، آج بھی اِذن ہوگا تو چل جائے گی

دیر اگر ہو تو اندھیر ہرگز نہیں، قولِ اُملی لَھُم اِنَّ کَیدِی مَتِین
سُنّت اللہ ہے لاجرم بالیقیں، بات ایسی نہیں کہ بدل جائے گی

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا، پھیلتی جائے گی شش جہت یہ سَدا
تیری آواز اے دُشمنِ بد نوا! دو قدم دُور، دو تین پل جائے گی

عصرِ بیمار کا ہے مرض لادوا، کوئی چارہ نہیں اَب دُعا کے سوا
اَے غُلامِ مسیح الزّماں! ہاتھ اُٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

خطبہ جمعہ

مجھے ایسے آثار نظر آ رہے ہیں کہ انشاء اللہ بہت جلد فوج در فوج لوگ احمدیت میں داخل ہوں گے

مشرق بعید میں خدا تعالیٰ نے نئی فتح کے دروازے کھولے ہیں۔ اس لئے آپ پر بہت بڑی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں

دنیا میں ایک انقلاب برپا ہو گا۔ انسان کو ایک نئی جنت عطا کی جائے گی لیکن اس جنت کا پہلے آپ کے دلوں میں قائم ہونا ضروری ہے

آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کریں، استغفار کریں اور رب کریم کے ساتھ پیار اور محبت کا تعلق جوڑیں!

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۱۴ اخاء ۱۳۶۲ ہش مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۳ء بمقام مسجد دارالذکر۔ لاہور

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے یہ آیات تلاوت فرمائیں :-

" اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ۙ وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ "

(سورۃ نصر : ۲ تا ۴)

اور پھر فرمایا :-

میں کل مشرق بعید کے دورے سے واپس کراچی پہنچا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بہت احسان ہے کہ اُس نے اس دورے کے بہت سے

حقوق اور ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق

عطا فرمائی اور اپنے فضل سے وہ راستے آسان فرما دیئے جن راستوں پر چلنے کی میری ذات میں ہمت اور طاقت نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دلوں کو کھول دیا۔ اور میری بات میں اثر پیدا کیا۔ اور ایسا انتظام فرمایا کہ تربیت کا بھی موقع ملا اور تبلیغ کا بھی اور پیغامات پہنچانے کے وہ ذرائع مہیا ہوئے جو ہمیں میسر نہیں تھے۔ ان علاقوں میں چونکہ جماعت کا کوئی خاص اثر نہیں تھا اس لئے بظاہر کوئی وجہ سمجھ نہیں آتی تھی کہ ہماری درخواست پر ہمارے لئے وہ مہیا کئے جائیں۔ اسی طرح رسل و رسائل اور ریڈیائی ذرائع بھی میسر آگئے۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور جماعت کے لئے لوگوں کے دلوں کو نرم کر دیا۔ انہوں نے ہمارے ساتھ بڑا تعاون کیا۔ اور ان کے ذریعہ جماعت احمدیہ کا پیغام لکھو کھہا انسانوں تک پہنچا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ بہت مصروف وقت گزرا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ سوا مہینے میں کئی سال کے کام ہوئے۔ اور کئی سال کے بعد واپس لوٹ رہا ہوں۔ اصل بات تو یہی ہے کہ وقت گھڑی سے نہیں بلکہ واقعات سے ناپا جاتا ہے۔ ایک سست انسان جس کی زندگی خالی ہوتی ہے وہ اگر سو سال بھی جئے تو عملاً ایک مصروف آدمی کی چند دن کی زندگی کے برابر زندہ رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اگر توفیق عطا فرمائے اور واقعات تیزی سے انسانی زندگی میں گزرنے لگیں تو بہت تھوڑے وقت میں یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ کئی سال گزر چکے ہیں۔ آج صبح کی بات ہے میں کراچی میں ایک دوست کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے اُس سے کہا کہ ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے کہ ایک عام آدمی کی زندگی میں ایک ہزار آدمی سے ذاتی اور تفصیلی تعارف پیدا ہو جائے۔ وہ اتنے گہرے طور پر ایک دوسرے سے واقف ہو جائیں۔ اور ایک دوسرے سے مل کر ان کے اندر جذباتی تعلق قائم ہو جائے۔ اور آپس میں مودت کے گہرے رشتے پیدا ہو جائیں۔ لیکن اس میں کوئی بھی مبالغہ نہیں کہ اس دورے میں

کئی ہزار دوستوں سے گہرا تفصیلی تعلق

قائم ہوا۔ محبت کے رشتے قائم ہوئے۔ بچوں کے ساتھ بھی بڑوں کے ساتھ بھی اور ہم نے ایک دوسرے کو قریب سے دیکھا اور سمجھا۔

پس باقی ساری باتیں اگر چھوڑ بھی دیں تب بھی صرف یہی پہلو بہت وزنی ہے۔ اور اتنی مصروفیت رہی ملاقاتوں کے لحاظ سے ہی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ سفر پر نکلے ہوئے مدتیں گزر گئی ہیں۔ فلم کی طرح چہرے سامنے آتے رہے۔ اور پھر چہروں سے آگے بات بڑھی۔ اور

روحوں سے شناسائی

ہوئی۔ محبت اور مودت کے تعلقات قائم ہوئے۔ اُن کا بھی ایمان بڑھا۔ ان کو دیکھ کر اور مل کر میرے ایمان میں بھی رونق آئی۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرا اور میرے ساتھیوں کا سارا وقت بہت مصروف رہا۔ اور اس احسان کا ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ زبان میں طاقت نہیں کہ وہ کما حقہٗ شکر ادا کر سکے۔ مگر یہ صرف میرے لئے شکر کا مقام نہیں ہے بلکہ ساری جماعت کے لئے شکر کا مقام ہے۔ کیونکہ میں اپنی ذاتی حیثیت میں تو یہ دورہ نہیں کر رہا تھا۔ نہ میرے ساتھی ذاتی حیثیت میں میرے ساتھ تھے۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات ساری جماعت پر ہیں۔

جیسا کہ میں نے گزشتہ سفر سے واپسی پر کہا تھا مجھے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ احباب جماعت کی دعائیں تبدیل ہو کر پھل بن کر ہم پر نازل ہو رہی ہیں۔ اور خدا کی رحمت آتی ہوئی نظر آتی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ جس طرح کوئی توقع نہیں ہے اچانک غیب سے دست قدرت آتا ہے اور وہ مدد کر دیتا ہے۔ تو لازماً اس میں ساری جماعت شامل ہے۔ خلیفہ اور جماعت دو الگ وجود نہیں بلکہ ایک ہی وجود کی دو حیثیتیں اور دو نام ہیں۔ اس لئے صرف میرے لئے نہیں بلکہ

"اسلام کی فتح اور عروج وہ وعدہ ہے جو اللہ اور اس کے فرشتے اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں"
(ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

فون : 27-0441.
تار : "GLOBEXPORT"
منجانب :- گلوب ایکسپورٹ مینوفیکچررز ۱۹ راجندرا سرانی کلکتہ ۷۰۰۰۰۷

ہم سب پر اللہ تعالیٰ کا شکر واجب ہے

اُس نے اپنے فضل سے ہم پر بہت بڑے بڑے احسانات فرمائے ہیں۔ لیکن جیساکہ مَیں نے بیان کیا ہے ایک مجلس میں یا کئی مجالس میں بھی یہ تفصیلی باتیں تو بیان نہیں ہو سکتیں۔ اِس لئے مَیں نے سوچا ہے کہ آج آپ کو فجی سے متعلق کچھ باتیں بتا دُوں۔ ایسی باتیں جن کو سُن کر آپ کے اندر ذمہ داریوں کے احساس بھی بیدار ہوں۔ اور دین کے لئے پہلے سے بڑھ کر خدمت کا جذبہ پیدا ہو۔ اور مستقبل میں آپ دیکھیں کہ ہمارے سامنے کیا کیا ذمہ داریاں آرہی ہیں۔ ان کو سنبھالنے کے لئے آئندہ تیاری کرنی پڑے گی۔ چنانچہ جن آیات کی مَیں نے تلاوت کی ہے ان کا اسی موقع سے تعلق ہے۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَ الْفَتْحُ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کہہ کر اللہ تعالیٰ نے ایک خوشخبری دی ہے۔ فرمایا، ایسا وقت آنے والا ہے کہ لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوں گے اور خدا کی طرف سے نصرت ملے گی۔

اس مضمون میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف خوشخبری دی بلکہ بعض ایسی باتوں کی طرف توجّہ دلائی ہے کہ جن کی طرف عام طور پر

اِنسان توجّہ نہیں کیا کرتا

جب بھی کسی کو فتح ملتی ہے۔ جب بھی کسی کو نُصرت عطا ہوتی ہے دماغ میں ایک کیڑا آ جاتا ہے کہ یہ میری کوشش سے ہُوا ہے۔ میری چالاکیوں سے ہُوا ہے۔ میرے عِلم سے ایسا ہُوا ہے۔ مَیں نے کیسی اچھی تنظیم کی تھی۔ کیسی اچھی تدبیر کی تھی۔ کیسا اچھا لیکچر دیا تھا۔ کیسی اچھی کوشش کی تھی۔ انسانی نفس اِنسان کو اس قِسم کے توہّمات میں مُبتلا کرتا رہتا ہے۔ پس خُدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ نُصرت اور فتح تمہاری کوشش سے ہوگی۔ تم اپنی کوشش سے تو دُنیا میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا کر سکتے۔ تم اِس لائق نہیں ہو، تم اس قابل نہیں ہو کہ عظیم الشّان کام کر سکو۔ اور دِلوں میں ایک انقلاب برپا کر سکو۔ یہ خدا کا کام ہے اس لئے اللہ کی نُصرت آئے گی، اللہ کی طرف سے فتح آئے گی۔ اور یہ خُدا ہی ہے جو لوگوں کو فوج در فوج اسلام میں داخل کرے گا۔ فرماتا ہے:-

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَ اسْتَغْفِرْہُ۔

جب خدا کی طرف سے فتح و نُصرت عطا ہو تو اُس وقت تمہیں چاہیئے کہ

خُدا کی تسبیح کرو

اور اس سے استغفار کرو۔ بظاہر تو اس کا فتح سے کوئی تعلّق نہیں ہے۔ فتح کے وقت تو یہ کہا جاتا ہے کہ شادیانے بجاؤ، اُچھلو اور کودو اور جشن مناؤ لیکن خدا تعالیٰ نے ان چیزوں میں سے کسی کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ فرمایا جب خُدا کی طرف سے نُصرت آئے اور فتح ملے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ تو خدا تعالیٰ کی تسبیح بھی کرنا۔ اُس کی حمد کے ترانے بھی گانا۔ اور استغفار بھی کرنا تاکہ تمہارے نفس میں انانیت کا اگر کوئی ادنیٰ سا بھی کیڑا پیدا ہو تو وہ کُچلا جائے۔ تمہاری توجہ اس طرف پھر جائے کہ جس ہستی نے یہ نُصرت عطا کی ہے مَیں اس کی حمد کے گیت گاؤں۔ جس نے ہمیں یہ فتح نصیب فرمائی ہے اس کی تسبیح کروں۔ تسبیح و تحمید اس لئے ضروری ہے کہ اس کے بغیر اس فتح کا فائدہ کوئی نہیں ہو سکتا جو فتح دین کی فتح ہُوا کرتی ہے۔ اگر آپ تسبیح اور تحمید کے بغیر دین میں کوئی فتح حاصِل کریں گے تو وہ ضائع چلی جائے گی۔ اور بجائے فائدہ کے بسا اوقات نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔

دِین کا ایک غلبہ

تو مقدّر ہوتا ہے۔ لیکن بعض دفعہ وہ مقدر ایسے وقتوں میں آجاتا ہے جب دین بگڑ چکا ہوتا ہے۔ خُدا نے تو وعدہ پُورا کر دیا۔ اس نے دین کو فتح عطا کر دی۔ لیکن لوگ بگڑ چکے ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے عملاً وہ فتح بے کار ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ایسی کئی قومیں ہمارے سامنے ہیں جن کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ خُدا نے تو ان کو فتح عطا فرما دی لیکن بد قسمتی سے وہ لوگ بگڑ چکے تھے۔ اور فتح سے استفادہ نہ کر سکے۔ اِس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نُصرت ملے اور فتح عطا ہو تو فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ اپنے رب کی تسبیح کے ترانے گانا۔ اور اس کی حمد کرنا۔ یعنی دو طرح کی قوتیں اپنے رب سے حاصِل کرنا۔ ایک تو یہ کہ تسبیح کے ذریعہ خُدا کے حضور یہ عرض کرنا کہ ہم تو نقائص سے پاک نہیں ہیں۔ ہماری تو ہر چیز میں غلطیاں ہیں۔ اِس لئے اَے خُدا! تُو غلطیوں سے پاک ہے۔ ہم تیری طرف متوجّہ ہوتے ہیں۔ اِس فتح میں ہماری غلطیوں کے نتیجہ میں جو کمزوریاں رہ جائیں ان سے قوموں کو محفوظ رکھنا جو اسلام میں داخل ہو رہی ہیں۔ یہ نہ ہو کہ ہم اپنی بدبختی سے اپنی کمزوریاں ان میں داخل کر دیں۔ اور چونکہ یہ بھی کمزوریوں سے پاک نہیں ہیں اس لئے یہ نہ ہو کہ جب یہ لوگ ہمارے اندر آئیں تو اپنے بدخیالات اور بد رسوم اور کمزوریاں لے کر داخل ہو جائیں اور

اِمرِ واقعہ یہ ہے

کہ جب بھی مذاہب غلبہ پاتے ہیں یہ PROCESS اور یہ واقعہ ضرور رُونما ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ایک طرف تو یہ ہوتا ہے کہ داخل ہونے والے جب پہلوں کی کمزوریاں دیکھتے ہیں تو ان میں سے بعض ٹھوکر کھاتے ہیں۔ اور واپس پھر رہے ہوتے ہیں یعنی مرتد ہو رہے ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں کو قریب سے دیکھتے ہیں۔ ان کو نظر آتا ہے کہ ان میں تو بہت سی بیماریاں ہیں۔ یہ تو اتنے اچھے نہیں جتنے سمجھ کر ہم داخل ہوئے تھے۔ تو دُوسری طرف بعض لوگ جو واپس نہیں جاتے بلکہ اکثر ہیں جو واپس نہیں جاتے مگر وہ ان کمزوریوں کا شکار ہو جاتے ہیں جو پہلے موجود ہوتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کوئی فرق نہیں پڑتا جس طرح پہلے تھے اس طرح اب بھی ہیں۔ اور پہلے اگر کمزور تھے تو یہ لوگ بھی تو کمزور ہیں۔ ان کمزوریوں اور بدیوں میں مبتلا ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ پس وہ قوم بڑی بد قسمت ہوتی ہے جس کو خدا فتح نصیب کرے اور وہ خدا کی عطا کردہ اس فتح کے مزاج کو بگاڑ دے۔

دوسری طرف یہ لوگ بُرائیاں لے کر آتے ہیں چنانچہ دیکھ لیں اسلام کی تاریخ میں اکثر بدعات اور نقائص ملکی حالات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہندوستان کی اَور قسم کی بدعات ہیں، وہاں اور قسم کی رسُوم ہیں جنہوں نے اسلام میں رواج پایا۔ ایران کی فتح کے وقت اور قسم کی بدیاں داخل ہوئیں۔ عیسائی آئے تو کچھ اَور قسم کی بدیاں لے کر آئے۔ یہودی داخل ہوئے تو وہ اپنے مزاج کی بدیاں لے کر آئے۔ مشرک کچھ اَور بدیاں لے کر آگئے۔ تو آنے والے بھی اپنی ساری بدیاں چھوڑ کر نہیں آیا کرتے۔ وہ کچھ بدیاں ساتھ لے کر آتے ہیں جن کی اصلاح کرنی پڑتی ہے۔ اِس لئے اللہ تعالیٰ نے

تسبیح کے ذریعہ ہمیں یہ پیغام دیا

کہ نہ آنے والے پاک ہیں نہ تم پُوری طرح پاک ہو۔ اگر تم نے اپنے ربّ کی تسبیح نہ کی اور اس کی طرف متوجّہ نہ ہوئے اور عاجزانہ یہ عرض نہ کیا کہ اَے خدا! نہ صرف یہ کہ ہماری بدیاں ان تک نہ پہنچیں بلکہ انہیں بھی پاک فرما دے تاکہ اُن کی بدیاں ہم میں داخل نہ ہوں۔ اس وقت تک یہ فتح تمہارے کسی کام نہیں آسکتی۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ اس فتح کو تم بالکل اس لائق نہ رہنے دو کہ مذہبی تاریخ میں اس کی کوئی حیثیت باقی رہے۔ یہ ایک لمبا مضمون ہے۔ مَیں اب اس سے اگلے قدم میں داخل ہوتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حمد کا پیغام دیا۔ خُدا کی حمد کے گیت گانے کا صرف یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ گویا ہماری حمد کا پیاسا بیٹھا ہُوا ہے کہ پہلے تسبیح کر دیں پھر حمد کر دیں تو اسے اس فتح کی جزا مل جائے گی جو اُس نے عطا کی ہے۔ اگر کسی کے دماغ میں یہ خیال ہے تو نہایت لغو خیال ہے۔ وہ تو تسبیح و تحمید سے بھی مستغنی ہے۔ وہ تو ساری کائنات کا مالک ہے۔ انسان پیدا ہو یا نہ ہو، یہ زمین اور یہ زمانہ ہو یا نہ ہو وہ ساری کائنات پر حاوی ہے۔ سارے زمانوں پر حاوی ہے۔ یہ جو پیغامات دیتا ہے یہ ہمارے فائدے کے لئے دیتا ہے۔ فرماتا ہے جب خُدا کی حمد میں داخل ہو گے تو یہ دُعا کرنا جس سے تمہارے دِل میں بے قرار تمنّا خود بخود اُٹھنے لگے گی۔ اللہ کی ذات پر غور کرو گے اس کی صفات پر غور کرو گے تو پھر تمہارے دِل سے یہ دُعا نکلنی چاہیئے کہ اَے خدا! جہاں بدیوں کا بائیکاٹ ہو جائے۔ نہ وہ ہم سے لیں نہ ہم اُن سے لیں۔ وہاں حمد دونوں طرف سے بہنے لگے۔ وہ اپنی خوبیاں لے کر ہمارے اندر داخل ہوں اور ہم اپنی خوبیاں

ان کے اندر داخل کر رہے ہوں۔ اور ایک عظیم الشان قوم وجود میں آ رہی ہو تو اسلامی فتح کیا یہی وہ تصور ہے جسے احمدیوں کو پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ

مجھے ایسے آثار نظر آ رہے ہیں

کہ انشاء اللہ بہت جلد فوج در فوج لوگ احمدیت میں داخل ہونے والے ہیں۔ اور مشرقِ بعید میں خدا تعالےٰ نے نئی فتح کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ ایسے دلوں میں انقلاب برپا ہو رہے ہیں کہ وہ سننے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ جب اسلام کا پیغام سنتے ہیں تو شکوے کرتے ہیں اور کہتے ہیں تم لوگ پہلے کہاں تھے، ہمارے پاس کیوں نہیں آئے۔ اسی لئے میں نے سوچا کہ اس فتح نے تو آنا ہی آنا ہے یہ خدا کی تقدیر ہے جو لکھی گئی، کوئی نہیں جو اس تقدیر کو بدل سکے۔ آپ ان لوگوں کو محبت اور پیار کے ساتھ وصول کرنے کی تیاری کریں۔ اپنے دل صاف کریں۔ اپنے اخلاق اور اطوار کو درست کریں۔ اپنے خیالات کو پاکیزہ بنائیں۔ اپنے اعتقادات کی حفاظت کریں۔ آپ پر بہت بڑی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں۔ آپ ان کے میزبان بننے والے ہیں۔ اس لئے بدیوں کے خلاف اپنے دفاع کو مضبوط کریں تاکہ جب ان نئی قوموں سے آپ کا وسیع طور پر تعلق قائم ہو تو ان کی بدیوں کو رد کرنے والے ہوں۔ اور اپنی بدیوں کو پہلے دُور کر دینے والے ہوں۔ یا استغفار کرتے ہوئے کم از کم ایسا انتظام کریں کہ وہ بدیاں ان میں داخل نہ ہوں۔ پھر حمد کے ترانے گائیں۔ اپنے اندر خوبیاں پیدا کریں۔ اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر اس دُنیا میں جنّت پیدا کریں۔

اکثر لوگ مجھ سے یہ پوچھتے ہیں کہ کیا وہ UTOPIA (یوٹوپیا یعنی مثالی معاشرہ) جو لوگوں کے تصور میں ایک خواب ہے، ایک کہانی ہے کہ دُنیا میں ایک عظیم الشان سُنہری زمانہ آ جائے گا جس میں ہر طرف امن ہوگا اور انسان اس جنّت کو پالے گا جس کی خاطر غالباً وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔ تو میں ان سے کہا کرتا ہوں کہ وہ جنّت تو قریب آ رہی ہے، وہ اسلام کی فتح ہی کی جنّت ہے۔ مگر اس کے لئے

ہر احمدی کو زبردست تیاری کرنی پڑے گی

اِسی طرح ہر احمدی کو پھر حمد کے مضمون میں بھی داخل ہونا پڑے گا۔ اِس ارادے کے ساتھ کہ خدا کی خاطر مجھ پر جو ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں اُن کو ادا کرنے کے لئے مجھے اپنے خیالات کو درست کرنا ہے۔ اپنے اخلاق کو سنوارنا ہے۔ اپنی عادات کو سنوارنا ہے۔ اپنے مزاج کو سنوارنا ہے۔ اور یہ سب روزمرہ کی زندگی کے ساتھ تعلق رکھنے والے واقعات ہیں۔ یہ کوئی فرضی حمد نہیں ہے کہ آپ نماز میں چند منٹ کے لئے تصوّراتی حمد کر لیں۔ اور پھر باہر آ کر بھول جائیں کہ آپ نے کیا کہا تھا۔ حالانکہ تسبیح و تحمید کا مضمون اور بُرائیوں کو دُور کرنے کا مضمون تو روزمرّہ کی زندگی میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ خوابوں میں بھی ساتھ رہتا ہے، اُٹھنے کے وقت بھی ساتھ رہتا ہے۔ جس وقت آپ کھانا کھا رہے ہوتے ہیں اُس وقت بھی ساتھ ہوتا ہے۔ جس وقت آپ وضو کر رہے ہوتے ہیں اُس وقت بھی ساتھ ہوتا ہے، جس وقت آپ معاملات کر رہے ہوتے ہیں اُس وقت بھی ساتھ ہوتا ہے۔ بیوی بچوں کے تعلقات میں بھی اور غیروں کے تعلقات میں بھی ساتھ ہوتا ہے۔ غرضیکہ ہر روز انسان کی زندگی میں ایسے بے حد اور بے انتہا مواقع آتے ہیں جہاں وہ اپنی بعض بُرائیاں دُور بھی کر سکتا ہے۔ اگر وہ بیدار مغزی کے ساتھ اپنا مطالعہ کرے اور بعض وہ خوبیاں اپنے اندر پیدا کر رہا ہوتا ہے۔ مثلاً بول چال میں بد اخلاقی کو چھوڑ دیتا ہے۔ کلام میں تیزی اور مزاج میں درشتی کو نرمی میں بدل دیتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ آج میں نے یہ بُرائی چھوڑ دی ہے اب میں نے وہ بُرائی چھوڑ دی ہے۔ اِس طرح جب وہ خدا کی حمد کے گیت گائے گا۔ اور اُس کی صفات کے مضمون میں ڈوبے گا تو الٰہی صفات کے رنگ پکڑنا شروع کر دے گا۔ اور اس طرح اخلاق کو درست کرنے کا اس سے بہتر طریق اور کوئی نہیں۔ جب آپ کہتے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

تو یہ حمد ہی کا مضمون ہے۔ اللہ ربّ العالمین ہے۔ تمام جہانوں کی پرورش کرنے والا ہے۔ ربّ کا مطلب ہوتا ہے کہ جو بھی خدا کا فیض پائے اور جو اس سے تعلق جوڑے وہ پہلے سے بہتر ہونا شروع ہو جائے۔ اگر کسی انسان میں یہ مادہ پیدا ہو جائے کہ جو اس سے تعلق جوڑے وہ بہتر ہونا شروع ہو جائے۔ تو وہ صفت ربوبیت کا مظہر سمجھا جاتا ہے۔ یہ صفت سب سے زیادہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں پیدا ہوئی۔ کیونکہ آپؐ اللہ تعالےٰ کی صفات کے مظہر اتم تھے۔ پارس پتھر کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ جو چیز اس سے مَس کرتی ہے وہ سونا بن جاتی ہے۔ پارس پتھر کی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جوتیوں کے مقابل پر کیا حیثیت ہے۔ آپؐ جس جگہ سے گزرتے تھے اس جگہ کو تبدیل کرتے چلے جاتے تھے۔ آپؐ نے ایک نہایت ہی

حیرت انگیز انقلاب

برپا کیا ہے۔ آپؐ نے ایک نہایت ہی ادنیٰ اور ذلیل سوسائٹی کو پکڑا ہے۔ اور انتہائی بلند مقامات پر پہنچا دیا ہے۔ اس کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا مظہر اتم۔ تاہم ربوبیت کا مضمون بہت وسیع ہے۔ اور بڑا پھیلا ہوا ہے۔ اس کے اندر خُدا کی کئی صفات آ جاتی ہیں جو ربوبیت کے تابع جلوہ دکھاتی ہیں۔ قرآن کریم میں جہاں جہاں ربّ کا ذکر ہے وہاں کبھی کسی صفت کا اس ضمن میں ذکر ہے اور کبھی کسی صفت کا اس ضمن میں ذکر ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ ربوبیت کے دروازے سے حمد میں داخل ہوں گے تو آپ کے لئے ایسی بہت سی نئی نئی گلیاں کھلیں گی نئے نئے راستے کھلیں گے کہ جن میں سفر کرتے ہوئے آپ پہلے سے زیادہ حُسن اختیار کرتے چلے جائیں گے۔ پس یہ ہے حمد کا مضمون جو آپ کا روزمرّہ کی زندگی میں داخل ہو جائے گا۔

پھر فرمایا اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ صفت رحمان کے اندر تو یہ جلوہ ہے کہ کوئی انسان مانگے یا نہ مانگے وہ فیض آپ اس کو پہنچا دیں۔ وہ ناشکرا بھی ہو تب بھی آپ اُس کو فیض پہنچائیں۔ چنانچہ رحمانیت وہ عمومی فیض ہے جس میں سارے بنی نوع انسان شامل ہیں۔ اس کے بعض پہلوؤں کے متعلق میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ آج میں صرف اتنا ہی اس کے متعلق کہتا ہوں کہ رحمانیت کے بعض پہلو ایسے ہیں جن میں کافر، مشرک بھی برابر کا شریک ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور کوئی جو مرضی کہے، خدا کو گالیاں دے۔ اس کے متعلق گندی زبان استعمال کرے۔ خدا کے ماننے والوں کو دُکھ دے۔ تب بھی صفتِ رحمانیت کے ماتحت قدرت اُس پر فضل کرنے سے نہیں رُکتی۔ تبلیغ کا بھی رحمانیت سے ایک گونا تعلق ہے۔ کیونکہ تبلیغ کی راہ میں خدا کے بندے آپ سے بعینہٖ وہ سلوک کرتے ہیں جو بعض ظالم بندے اپنے رحمان خدا سے بھی کر رہے ہوتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لوگوں کے ہاتھوں دُکھ پر دُکھ اُٹھائے لیکن آپؐ بنی نوعِ انسان کو فائدہ پر فائدہ پہنچاتے چلے گئے۔ اور اپنے عمل سے یہ ثابت کر دکھایا کہ خدا کی صفت رحمانیت سب سے زیادہ

آپؐ کے وجود میں جلوہ گر

بِنَصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

تیری مدد وہ لوگ کریں گے
جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے
(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکردہ: کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس سٹاکسٹ جیون ڈریسز۔ مدینہ میدان روڈ بھدرک ۷۵۶۱۰۰ (اُڑیسہ)
پروپرائیٹر: شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر 294

ہوئی۔ پھر رحیمیت ہے۔ اس کا ایک تقاضا یہ ہے کہ جب آپ کسی پر رحم کریں اس کے فائدہ کی بات سوچیں تو ایک دفعہ کر کے بھول نہ جایا کریں۔ جس طرح خدا تعالیٰ انسان پر بار بار فضل اور رحم لے کر آتا ہے اسی طرح آپ کے ذریعہ بھی بنی نوع انسان اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور فضل حاصل کریں۔ اور آپ کے اندر بھی صفتِ رحیمیت جلوہ گر ہو یعنی آپ کی کوشش یہ ہو کہ آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بنی نوعِ انسان پر بار بار فضل فرمائے۔ چنانچہ تبلیغ کر کے جو لوگ بھول جاتے ہیں وہ رحمان بننے کی تو کچھ کوشش کرتے ہیں لیکن رحیم نہیں بن سکتے۔ اور پھلوں کا تعلق رحیمیت سے ہے۔ رحمانیت وہ مواد عطا کرتی ہے جس کے نتیجہ میں چیزیں جب ایک دوسرے کے ساتھ عمل میں آتی ہیں تو پھل لگ سکتے ہیں اور رحیمیت ہے جو پھل عطا کرتی ہے۔

یہ رحیمیت کا تقاضا ہے

کہ ہر محنت کا اچھا بدلہ دیتی اور ہر کوشش کے نتیجہ میں اس سے کئی گنا زیادہ عطا کرتی ہے۔ چنانچہ آپ دیکھ لیں۔ بعضوں کے مضمون میں ہر جگہ آپ کو رحیمیت کا کرشمہ نظر آئے گا۔ مثلاً اگر خدا تعالیٰ دنیا میں محنت کا دس گنا یا سو گنا یا سات سو گنا بدلہ نہ دے رہا ہوتا تو یہ ساری زندگی کروڑوں سال پہلے فنا ہو چکی ہوتی۔ EVOLUTION یا ارتقاء جس رنگ میں بھی ہوا ہے وہ وجود میں ہی نہ آتا۔ یہ دراصل رحیمیت کا کرشمہ ہے کہ وہ محنت کا بدلہ دے رہی ہے۔ اور جتنی محنت کی جاتی ہے اس سے کئی گنا زیادہ بدلہ دیتی ہے۔ زمیندار کو دیکھیں وہ محنت کر کے ایک بیج کا دانہ کھیت میں ڈالتا ہے اور وہ بعض صورتوں میں قرآن کریم کے مطابق کئی سو گنا بھی بڑھ سکتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔

پس پھل کے اس نظام کا رحیمیت سے تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کی قدرت صفتِ رحیمیت کے ماتحت بار بار وہ موسم لے کر آتی ہے۔ اور وہ حالات پیدا کر دیتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ پھل لگیں۔ اور انسان خدا تعالیٰ کی رحیمیت کے کرشمے دیکھے۔ غرض تبلیغ میں بھی پھل تب لگے گا۔ اور بنی نوعِ انسان کو فائدہ پہنچانے کے آپ تب موجب بنیں گے جب آپ بڑے صبر کے ساتھ، بڑی ہمت کے ساتھ اور نہایت مستقل مزاجی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی صفتِ رحیمیت کے ساتھ تعلق جوڑ لیں گے۔ اور رحیمیت کے تابع بھی بہت سی صفات ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم کا یہ ایک عجیب اسلوب ہے کہ

خدا تعالیٰ کی بنیادی صفات

جو سورہ فاتحہ میں بیان ہوئی ہیں ان کو ادل بدل کر مختلف مواقع پر پیش کرتا چلا جاتا ہے جس سے انسان کے سامنے اللہ تعالیٰ کے صفات کی ایک تصویر کھنچی چلی جاتی ہے جن میں صفتِ رحیمیت کارفرما ہوتی ہے اور یہ حقیقت روشن ہونے لگتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام صفات ان چار بنیادی صفات ہی کا پرتو ہیں جو سورۃ فاتحہ میں بیان ہوئی ہیں۔ ایک بھی صفت ان سے باہر نظر نہیں آئے گی۔ رحیمیت کا عدم کیا ہے، یہ صفت نہ ہو تو کیا پیدا ہوتا ہے۔ خدا کی بعض منفی صفات (منفی تو کوئی بھی چیز نہیں) ان معنوں میں کہ قرآن کریم میں آپ کو رحیمیت کے برعکس صفات نظر آنے لگیں گی۔ اسی طرح رحمانیت نہ ہو تو ذہن میں کیا تب ہی مچتی ہے۔ وہاں آپ کو خدا تعالیٰ کی بعض ایسی صفات نظر آئیں گی جو رحمانیت کے الٹ ہیں۔ اور ایسی صفات ان قوموں کے لئے ظاہر ہوتی ہیں جو رحمانیت سے تعلق نہیں جوڑتیں۔

پس بظاہر تو حمد کی صفات ہوتی ہیں لیکن انہی کے اندر تسبیح والا مضمون بھی آجاتا ہے۔ اور سورہ فاتحہ کا نظام ایک مکمل نظام ہے۔ اس پر غور کرتے ہوئے جب آپ حمد کے مضمون میں داخل ہوں تو تفصیل سے سوچا کریں کہ ہم نے کس خدا سے تعلق جوڑا ہے، اور کیا ہم بندوں کے لئے ویسا بن رہے ہیں یا نہیں۔ اگر ویسا بنیں گے تو لازماً پھر آخر پر وہ نتیجہ پیدا ہوگا جس کی طرف سورہ فاتحہ ہمیں لے کر جا رہی ہے۔ مثلاً انسان رب بن جائے یعنی اپنے رنگ میں ربوبیت کی صفات پیدا کر لے، وہ رحمان بن جائے یعنی اپنے رنگ میں اور اپنے محدود دائرہ میں وہ اپنے اندر رحمانیت کی صفات پیدا کر لے۔ رحیم ہو جائے اور اپنے دائرہ میں اور اپنی توفیق اور استطاعت کے مطابق رحیمیت کی صفات پیدا کر لے تو لازماً پھر "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" تک پہنچ جاتا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو کھولا اور فرمایا کہ سارے انبیاء [illegible] کے کامل مظہر صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنے ہیں

صفتِ مالکیت کے مظہرِ اتم

تھے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی صفتِ ربوبیت کی کامل صفات اختیار فرمائیں۔ صفتِ رحمانیت کی بھی کامل طور پر صفات اختیار فرمائیں۔ اور پھر آپ نے حیرت انگیز طور پر رحیمیت کی صفات بھی اختیار فرمائیں یہاں تک کہ نتیجۃً آپ مالکیت تک پہنچ گئے۔ یعنی اس خدا سے آپ کی محبت کا کامل تعلق پیدا ہو گیا جو مالک ہے۔ ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے اور ہر انجام اس کے ہاتھ میں ہے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو اپنی مالکیت میں شامل کر لیا۔ آپ کو وہ بادشاہت عطا کی جو خدا کی بادشاہت تھی۔ آپ کی زبان خدا کی زبان بن گئی۔ آپ کا ارادہ خدا کا ارادہ بن گیا۔ آپ کا غضب خدا کا غضب ٹھہرا۔ اور آپ کا رحم اللہ کا رحم کہلایا۔

یہ ہے سورۃ فاتحہ میں بیان ہونے والی مالکیت کی صفت کا مفہوم جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے کھول کر بیان فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا ہر کامیابی کا رستہ یہ ہے کہ انسان ان تین صفات کو اختیار کر کے اپنے خالق و مالک رب سے تعلق جوڑے تب خدا کی صفتِ مالکیت ان تین صفات کو چمکا دیتی ہے۔ ان کے استعمال کو ایک نئی شان بخشتی ہے۔ ایک انسان اگر صفتِ رحمانیت کا مظہر ہو اور صفتِ مالکیت کا نہ ہو تو اس کی حد گویا ایک معین حد ہے۔ اس سے آگے وہ نہیں بڑھ سکتا۔ آپ کو کسی شخص پر کتنا ہی رحم کیوں نہ آ رہا ہو، آپ کا کتنا بھی دل چاہے کہ آپ اس کو سب کچھ عطا کر دیں، وہ مانگے نہ مانگے آپ اس کو عطا کر دیں لیکن آپ صفتِ مالکیت کے مظہر نہ بنیں تو آپ کی صفتِ رحمانیت کیا جلوہ دکھا سکتی ہے۔ رحیمیت کی صفت اختیار کریں۔ ربوبیت کی اختیار کریں جو چاہیں کریں۔ اگر صفتِ مالکیت کا شرف حاصل نہ ہو تو یوں معلوم ہوتا ہے ہر صفت اپنی ذات میں سکڑ کر رہ گئی ہے۔ اس میں کوئی بھی طاقت نہیں رہی۔ پس جب

خدا تعالیٰ کے بندے

خدا کی خاطر ربوبیت اختیار کرتے ہیں، رحمانیت اختیار کرتے ہیں اور رحیمیت اختیار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کمزوریوں پر رحم فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو! میرے بندے میرے جیسا بننے کی کوشش کرتے ہیں، میرے حسن کی صرف زبان سے تعریف نہیں کرتے بلکہ عمل کر کے بھی میری صفات کے رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن بیچارے مجبور ہیں۔ ان کے پاس کچھ طاقت نہیں ہے کہ وہ میرے جیسا بن سکیں۔ تب خدا کی صفتِ مالکیت جوش میں آتی ہے۔ اور وہ ان کو درجہ بدرجہ مالکیت میں شامل کر لیتی ہے۔ اور اس مقام پر سب سے زیادہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے مالکیت کی صفات پائیں۔ نہ صرف خود یہ صفات پائیں بلکہ اپنے غلاموں کو بھی عطا کیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ فرمایا کہ رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ (صحیح مسلم: کتاب البرّ) تو اسی مضمون کی طرف اشارہ فرمایا تھا۔ تم میرے مقام کو سمجھنا چاہتے ہو تو تمہاری عقلیں، تمہارا علم، تمہاری فراست اور تمہارا ادراک کوتاہ ہے تم اس تک نہیں پہنچ سکتے۔ تم میرے غلاموں کی شان دیکھو ان میں ایسے بھی ہیں جن کے بالوں میں خاک اٹھ رہی ہوتی ہے جن کا حال پراگندہ ہوتا ہے لیکن جب وہ خدا پر قسم کھا لیتے ہیں کہ خدا کی قسم یہ واقعہ ہوگا تو خدا ایسا واقعہ ضرور کر دیا کرتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں مالکیت میں شامل کر دینا۔ تو صفتِ مالکیت ایسی نہیں ہے جو آپ اپنی ذات سے یا اپنی کوشش سے اختیار کر سکیں۔ انسان کے پاس کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ربوبیت، رحمانیت اور رحیمیت کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے صرف آپ کا ایک ارادہ ہے، ایک تمنا ہے کہ ہم ایسا بننے کی کوشش کریں۔ جب آپ پوری نیت کے ساتھ، پوری وفا کے ساتھ، پورے عجز کے ساتھ، پورے پیار اور محبت کے ساتھ اپنے رب کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرتے ہیں تو پھر اس کی صفتِ مالکیت جلوہ دکھاتی ہے۔ اور وہ انسان کو مالک بنا دیتی ہے۔ پس اگر احمدیوں نے اس

سارے زمانے کی تقدیر بدلنی ہے

تو اس کا یہی ایک طریق ہے جو مجھے معلوم ہے اس کے سوا اور کوئی طریق نہیں ہے۔ یہی قرآن کریم کی تعلیم ہے، یہی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے، اور یہی اس کی تفسیر ہے جو آپ نے مختلف وقتوں میں بیان فرمائی۔ پس مجھے نظر آ رہا ہے کہ خدا کی قدرتِ مالکیت کے جلوے دکھانے کے لئے تیار ہے۔ آپ کو مبارک ہو کہ خدا تعالیٰ بنی نوعِ انسان پر اور احمدیت کی قربانیوں پر رحم فرما رہا ہے۔ وہ

جان چلا ہے کہ احمدی پورے خلوص اور محبت اور وفا کے ساتھ اپنا سب کچھ اسی کی راہ میں فنا کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں چنانچہ ہم پر اس کے پیار کی نظریں پڑ رہی ہیں اور جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ مالکیت کے جلوے تھے جو ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت کے ذریعہ سے ظاہر ہوئے لیکن وہ سب جلوے مالکیت کے جلوے تھے۔ ہماری محنت کا اس میں کوئی دخل نہیں تھا اللہ تعالیٰ مالک ہے وہ لوگوں کے دلوں میں تبدیلیاں فرما رہا ہے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اس وقت تو طبعاً تفصیل سے باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے مگر میں نے اس مضمون کا آغاز کر دیا ہے اب تو فجی کی باتیں بیان کرنے کا وقت بھی نہیں رہا۔ میرا خیال تھا فجی کے ذکر سے تھوڑی سی بات آگے چلے گی تو میں آپ کو کچھ باتیں سناؤں گا۔ اب وقت کی رعایت سے صرف چند باتیں ہی بیان کر سکتا ہوں۔

فجی میں جماعت احمدیہ کی تعداد

بہت تھوڑی ہے۔ غیر از جماعت مسلمانوں کی تعداد ہمارے مقابل پر نہ صرف بہت زیادہ ہے بلکہ وہ مؤثر بھی ہے۔ اور اتنے مؤثر ہیں کہ نہ صرف وہ فجی کی موجودہ حکومت کے ساتھ ہیں بلکہ ہمیشہ ہی وہ حکومت کے ساتھ رہتے ہیں اور ان کا لازماً ایک وزیر ہوتا ہے وہ فجین قوم ہے اور اس وقت وہاں حکومت کرتی ہے۔ اُن کو اسلام کا کچھ پتہ نہیں۔ تفریق کا کوئی علم نہیں اور فرقوں کی تقسیم کا کوئی پتہ نہیں۔ وہ اپنا جو کچھ تاثر لیتے ہیں ان مسلمانوں سے لیتے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان کہلائے گا تو وہ ان سے پوچھیں گے کس قسم کا ہے اس کو منہ لگانا چاہیئے یا نہیں لگانا چاہیئے

ان حالات میں فجی کے احمدی بھی پریشان تھے اور میں بھی فکر مند تھا لیکن مایوس نہیں تھا مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسے انتظام کرے گا کہ وہاں تبلیغ کے رستے کھول دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ناندی جہاں ہم نے پہلے دن ہوائی جہاز سے باہر قدم رکھا وہاں کے میئر ائیر پورٹ پر تشریف لائے اور اس لحاظ سے انہوں نے بڑے خلق کا مظاہرہ کیا اور اس کے بعد دوسرے دن ان کی دعوت پر ہم شہر میں ... میں لیکچر کے لئے بھی گئے۔ اس اثناء میں اتنی تفصیل سے جماعت کی مخالفت میں تنظیم قائم کر دی گئی تھی کہ ایک ایک مسلمان کو یہ پیغام پہنچایا گیا تھا کہ تم نے احمدیوں سے کلیتہً بائیکاٹ کرنا ہے ان کے کسی جلسے میں شامل نہیں ہونا۔ اور پھر غیر مسلم فجینز کو بھی ڈرایا دھمکایا جا رہا تھا اور ان کو بھی روکا جا رہا تھا لیکن اس کے باوجود

اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہوا تھا

اور جب خدا نے کہا ہے جب مالک فیصلہ کرے تو جو مالک نہیں ہے اس کا بس نہیں چلتا۔ بے چارے کی خواہش ... جاتی ہے۔ ایک حسرت رہ جاتی ہے اور وہ کچھ کر نہیں سکتا۔ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ ان لوگوں کے لیڈروں کا ایسا عالم تھا کہ باقیوں کو تو چھوڑو وہاں کے ایک بہت بڑے لیڈر جن کا میں اس وقت ... نہیں بتانا چاہتا ان کی بیٹی تھی تقریر سننے کے لئے وہاں پہنچ گئی اور وہ شدید مخالف تھا نہیں تھی بلکہ اس نے پورا مطالعہ کیا ہوا تھا اس لٹریچر کا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بالکل غلط تاثرات بلکہ نہایت ہی خوفناک تاثرات قائم کرتا ہے اس نے اپنے والد سے تعلیم لے کر اس کا بڑا گہرا مطالعہ کیا ہوا تھا۔ وہ بھی اس مجلس میں موجود تھی۔ فجینز بھی تھے اور غیر از جماعت مسلمان بھی تھے۔ اگرچہ بائیکاٹ تھا لیکن بعض علماء نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم اپنے ساتھیوں کو لے کر وہاں پہنچیں گے۔ اور ایسے اعتراض کریں گے کہ ان کی کوئی پیش نہیں جائے گی۔ اور یہ بھی کہ ہم ان کو ذلیل و رسوا کر دیں گے۔ چنانچہ ایسے ہندوستانی علماء جو مدینہ یونیورسٹی کے پڑھے ہوئے اور بڑے چوٹی کے علماء تھے وہ اپنے شاگردوں اور ساتھیوں کو لے کر وہاں پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تقریر ہوئی اور پھر جب سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا تو احمدیت تو خدا کے فضل سے صداقت ہے اس کے لئے کسی خوف کا سوال ہی نہیں۔ بھلا روشنی بھی کبھی اندھیرے سے ڈرتی ہے۔ میں تو ان کو صاف اور کھلا کہہ بتا رہا ہوں۔ کہ اگر ہم روشنی ہیں تو تمہیں منہ چھپانا پڑے گا۔ اندھیرے روشنی سے ڈرا کرتے ہیں ہمارے لئے تو چھپنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اندھیرے کے لئے روشن دانوں پر پردے ڈالے جاتے ہیں۔ گرمیوں میں سورج کی تمازت سے بچنا چاہیں تو ہزار کوشش کی جاتی ہے کہ کسی طرح روشنی اندر داخل نہ ہو لیکن لوگ ڈرتے ہیں سورج تو اندھیرے سے کبھی نہیں ڈرا۔

پس یہی کیفیت ہم نے وہاں دیکھی۔ میں بڑی بے تکلفی کے ساتھ مگر اس کامل یقین کے ساتھ اُن کے سوالات کا جواب دیتا تھا اور سمجھتا تھا کہ

دیکھتے دیکھتے حقیقت کھل جائے گی

اس لئے میں ان سے کہتا تھا کہ جس کسی نے جو بھی سوال کرنا ہے کرے بے شک تاریخ سے تالخ سوال بھی کیوں نہ ہوں میں اس کا جواب دوں گا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ کے اندر جو سوال ہوئے اُن میں خدا تعالیٰ کے فضل سے سوالات کرنے والوں نے خود ہی اطمینان کا اظہار شروع کر دیا۔ ایک طرف سوال کرتے تھے اور دوسری طرف تھوڑی دیر کے بعد کہہ دیتے تھے کہ ہاں بالکل ٹھیک ہے

ہماری تسلی ہو گئی۔ سر ہلانے لگ جاتے تھے۔ کہنے لگ جاتے تھے چنانچہ وہاں ایک فجین ... صاحب بھی آئے ہوئے تھے۔ ان کی کیا پوزیشن ہے مجھے یاد نہیں۔ ان کا ایک چرچ سے تعلق ہے اور شاید وہاں کے کسی تعلیمی ادارے کے لیکچرار بھی تھے۔ بہرحال ان کی تعلیمی پوزیشن تھی جو چرچ سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے ایک سوال کیا اس کے بعد ان کے چہرے پر بشاشت آئی پھر انہوں نے ایک اور سوال کیا اور اس کے بعد کھڑے ہو کر شکریہ بھی ادا کیا اور کہا کہ ہماری تسلی ہو گئی ہے اور بعد میں انہوں نے ... اور درخواست کی کہ میں تو آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ اب تو میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں نے ملنا ہے اور مزید باتیں کرنی ہیں۔ لیکن چونکہ وقت بہت ہی تھوڑا تھا پہلے سے پروگرام طے شدہ تھے اس لئے مصروفیت کی وجہ سے میں ان کو وقت نہیں دے سکا۔ اب انشاء اللہ میرا ارادہ ہے کہ خط و کتابت کے ذریعہ ان سے رابطہ قائم رکھوں۔

پس جب یہ اثر دیکھا تو ایک مولوی صاحب بڑی تیاری کے ساتھ تشریف لائے ہوئے تھے وہ بڑے پریشان ہوئے اور انہوں نے پھر سوال و جواب کا معاملہ اپنے ہاتھ میں سنبھال لیا انہوں نے ایک سوال کیا میں نے جب اس کا جواب دیا تو اس سوال کے پہلے حصہ سے پہلے گر گئے خدا تعالیٰ نے ان کی ایسی عقل ماری کہ ان کے سوال کا پہلا حصہ خود ہی دوسرے حصہ کی نفی کر رہا تھا جب وہ بڑے لمبا سوال کرنے لگے اور انہوں نے خوب اردو بولی چونکہ وہاں اکثر مجالس انگریزی میں ہوتی تھیں مگر وہ کہتے تھے مجھے انگریزی نہیں آتی۔ پہلے تو یہ جھوٹ بولا کہ مجھے اردو بھی نہیں آتی اور بعد میں جب مجبور ہو گئے تو اردو بولی اور اتنی فصیح و بلیغ کہ سارے حاضرین حیران رہ گئے کہ مذہبی آدمی اور اتنا جھوٹا۔ کسی سے کہلوایا کہ اردو کا ایک لفظ بھی مجھے نہیں آتا اور بعد میں پتہ لگا کہ وہ اچھے یو پی کی اردو بولنے والے ہیں خیر اسی طرح

ایک جھوٹ تو پکڑا گیا

جب انہوں نے سوال ختم کیا تو میں نے مسکراتے ہوئے تسلی سے ان سے کہا کہ مولوی صاحب! آپ کے سوال کا آخری حصہ یہ ہے اور پہلا حصہ یہ ہے۔ جواب تو آپ خود ہی دے چکے ہیں۔ اس پر وہ پہلے حصے سے مکر گئے کہ میں نے تو یہ کہا ہی نہیں تھا۔ میں نے کہا بہت اچھا یہ حسن اتفاق ہے کہ کیسٹ ریکارڈنگ ہو رہی ہے اور وڈیو ریکارڈنگ بھی ہو رہی ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو آپ کو یہ حصہ سنا دیں تو اسی وقت گھبرا کر بچاؤ کرنے لگے کہ نہیں کوئی ضرورت نہیں۔ میں نے کہا ہو گا۔ لیکن اب میں ایک اور سوال کرتا ہوں۔

جب دوسرا سوال شروع کیا تو میں نے قرآن کریم اور حدیث سے جواب دینا شروع کیا تو پریشان ہو گئے کہ نہیں آپ کون ہوتے ہیں قرآن کریم کی تشریح کرنے والے میں نے کہا مولوی صاحب! عقل کی بات کریں۔ آپ نے خود ہی مذہب کے بارے میں سوال کیا ہے اور آپ نے خود ہی یہ کہا ہے کہ میں آپ کے سوال کا قرآن کریم کے ذریعہ جواب دے کر آپ کو مطمئن کروں۔ اس لئے میں تو قرآن سے جواب دوں گا برے نہیں قرآن تو ہمارا ہے گویا ان کی MONOPOLY (اجارہ داری) ہے میں نے کہا آپ نے سوال کیا ہے اور قرآن سے جواب مانگا ہے اس لئے اب آپ کو اس کا جواب سننا پڑے گا کیونکہ سائل کا پھر یہ حق نہیں ہے کہ وہ دخل اندازی کرے۔ کم از کم اسلامی شرافت تو یہی ہے یہاں آئے ہیں تو اسلامی تہذیب کے اندر رہیں۔ یہاں ہندو بھی بیٹھے ہیں اور عیسائی بھی فجینز بھی ہیں اور ایشینز بھی۔ آپ جو حرکتیں کر رہے ہیں ان کو دیکھ کر لوگ کیا سمجھیں گے۔ آپ ان پر کیا اثر ڈالیں گے۔ آپ کو تہذیب کے دائرے کے اندر رہنا پڑے گا۔ میں نے کہا آپ باقی لوگوں کو دیکھیں وہ سوال کرتے ہیں پھر ان کو

جواب سننے کا حوصلہ

بھی ہوتا ہے۔ خیر تھوڑی دیر جب جواب سنا تو ان کو یہ خطرہ پیدا ہوا جو بالکل بجا تھا کہ دوسرے مسلمان جو سن رہے ہیں اور جن کے وہ پیر بنا کر لائے تھے وہ تو شاید میں سر ہلانے لگ گئے ہیں۔ تب انہوں نے سوچا اب میں کیا کروں۔ چنانچہ آدھے سوال سے ذرا زائد جواب ہوا تھا کہ گھبرا کر اٹھے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ مجلس چھوڑ کر بھاگ گئے۔ لیکن اکثر وہاں بیٹھے رہے۔ ان کے ساتھ گنتی کے چند آدمی گئے وہ خاتون جن کا میں نے ذکر کیا ہے وہ بھی بیٹھی رہیں۔ چنانچہ انہوں نے پھر دوبارہ مجھ سے وقت لیا کہنے لگیں میں تو کچھ اور سمجھا کرتی تھی احمدیت کو بالکل اور چیز ہے مجھے تھوڑا سا وقت دیں جب وہ ملنے کے لئے آئیں تو انہوں نے وہی اعتراض دہرانے شروع کر دیئے جو آپ نے اکثر سنے ہوئے ہیں مثلاً محمدی بیگم کا اور اسی قسم کے دوسرے اعتراضات۔

پس اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے رستے کھولتا رہا ہے اور جتنی مخالفت ہوئی ہے اتنا فائدہ پہنچا ہے۔ کیونکہ اسی وقت جو غیر قوموں والے تھے وہ جج بن کر بیٹھ گئے تھے جب سوال شروع ہوا تو وہ دیکھ رہے تھے کہ کون آدمی معقول باتیں کر رہا ہے اور کون کج بحثی کر رہا ہے کون انصاف کی بات کر رہا ہے اور کون ضد کر رہا ہے اور لغو باتیں کر رہا ہے۔ چنانچہ سب حاضرین پر

احمدیت کا ایک بہت ہی پیارا تأثر

پیدا ہونا شروع ہو گیا اور جو غیر مبایعین شامل ہوئے تھے وہ اس کے نتیجہ میں بڑی تیزی کے ساتھ ہماری طرف مائل ہوئے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہم سے تعلق قائم کیا۔ اب یہ بات عام ہو گی تو یہاں کے غیر مبایعین بڑے گھبرائیں گے اور پریشان ہوں گے ان کے شاید گنتی کے لوگ وہاں موجود ہیں وہ بھی ہاتھ سے جاتے نہ رہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل کیا تو ان کے ہاتھ سے جاتے رہیں گے کیونکہ میں ان کی آنکھوں میں محبت اور تعلق اور سمجھ کے آثار دیکھ کر آرہا ہوں مجھے یہ نظر آرہا ہے کہ ان کے دل مائل ہو چکے ہیں۔

پس یہ ایک دن کی مجلس تھی جس میں ہم نے خدا تعالیٰ کے بڑے فضل دیکھے غیر معمولی تائید دیکھی نصرت دیکھی اور دلوں کو احمدیت کی طرف مائل ہوتے دیکھے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہاں اسی شہر میں اپنے احمدی دوستوں کے ساتھ مجالس ہوئیں ان کے نتیجہ میں دیکھتے دیکھتے یوں لگتا تھا کہ احمدیوں کی کایا پلٹ رہی ہے۔ جب ہم وہاں پہنچے ہیں تو اور قسم کے چہرے دیکھے تھے۔ پھر جب نائدی سے روانہ ہو رہے تھے تو کچھ اور قسم کے چہرے ظاہر ہو چکے تھے۔ ان میں عزم تھا ان میں ارادے تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ انہوں نے خود ملاقاتوں اور مجالس میں کھل کر کہا کہ ہو گیا جو ہونا تھا غفلت کی جو حالت تھی وہ گزر گئی۔ اب ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آج سے ایک مبلغ کی طرح اپنی زندگیاں وقف رکھیں گے ہمارے دل میں خدمتِ اسلام کا ایک غیر معمولی جذبہ پیدا ہو چکا ہے ہم اسلام کی تبلیغ کریں گے اور ہر طرف خدا کا پیغام پہنچائیں گے۔

یہ پاک تبدیلیاں اللہ تعالیٰ پیدا فرما رہا تھا ایسی صورت میں کوئی بڑا ہی بے وقوف اور جاہل ہو گا جو یہ سمجھے کہ اس میں اس کی کوششوں کا دخل ہے اس میں کسی،

انسانی کوشش کا دخل نہیں

محض اللہ تعالیٰ کے احسانات ہیں، چنانچہ فیجین پریس کے نمائندے پہنچ گئے حالانکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے دوسروں کا پریس کے اوپر بھی بڑا اثر تھا لوگ پریس کے نمائندوں کو روکتے تھے کہ ان کی باتیں نہیں سننی لیکن اس کے باوجود پریس پہنچا اور بہت اچھا coverage یعنی اخبار نے خبریں دیں صرف یہی نہیں ریڈیو فجی نے اردو میں بھی اور انگریزی میں بھی قریباً ایک گھنٹے کا انٹرویو لیا اور پھر نشر کیا اور اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کی کہ لوگ انہیں کیا کہتے ہیں پھر اس پر بھی تسلی نہ ہوئی تو انہوں نے کہا ہم آپ کی بیگم صاحبہ کا بھی انٹرویو لینا چاہتے ہیں چنانچہ انہوں نے بیگم صاحبہ کا بھی انٹرویو لیا۔ پس یہ سامان کس نے کیا تھا میں نے تو نہیں کیا تھا نہ میرے اندر طاقت تھی اور نہ ہمارے فجیین احمدیوں میں تھی جو بیچارے دنیوی لحاظ سے بہت کمزور ہیں۔ وہ چند ہزار کی تعداد میں ہیں کوئی دنیوی طاقت انہیں حاصل نہیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اس نے طاقت عطا فرمائی۔ سارے فجی کو اردو میں بھی اور انگریزی میں بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی اور بھی بہت سے نشان بڑے دلچسپ واقعات ہیں جن کا ذکر انشاء اللہ بعد میں اجتماعات پر کروں گا۔ پھر جلسہ سالانہ ہے اس میں بھی ذکر چلے گا۔ یہ لمبی باتیں ہیں میں نے جیسا کہ بیان کیا ہے یوں معلوم ہوتا تھا کہ تھوڑے سے وقت کے اندر واقعات اس طرح اکٹھے ہو گئے ہیں جس طرح کہتے ہیں کہ کھوے سے کھوا چھلتا ہے۔ یعنی کندھے سے کندھا ملا کر ایک جلوس جا رہا ہوتا ہے اسی طرح واقعات ایک دوسرے سے مل کر چل رہے تھے یوں معلوم ہوتا تھا ایک موونگ پلیٹ فارم (Movie plat form) ہے ایک حرکت کرنے والا پہیہ ہے جس پر ہم سوار ہو گئے ہیں ایک طرف سے ڈوبے ہیں دوسری طرف سے کراچی پہنچ گئے ہیں اور اس سارے عرصہ میں

واقعات کا ایک مسلسل جلوس

تھا جو ایک دوسرے کے ساتھ جاری رہا میں بھی اور میرے ساتھی بھی اسی حال میں واپس لوٹے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حمد سے ہمارے سینے معمور ہیں اور زبانوں پر خدا تعالیٰ کی حمد کا ایک نہ ختم ہونے والا سمندر جاری ہے۔

پس میں آپ کو بھی یہی پیغام دیتا ہوں کہ اپنے سینوں کو اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید سے بھر دیں یہی تسبیح اور تحمید ہے جو اب ہمارے کام آئے گی ورنہ اس کے بغیر یہ فتح اور نصرت ہمارے ہاتھوں سے ضائع بھی ہو سکتی ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے استغفار کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ انسان اللہ تعالیٰ کی کما حقہ تسبیح اور تحمید نہیں کر سکتا اگرچہ وہ اپنی طرف سے تسبیح و تحمید کا پورا پورا حق ادا کرتا ہے پھر بھی بعض غلطیاں رہ جاتی ہیں۔ اس لئے تسبیح اور تحمید کے ساتھ ہی فرمایا تم ان کے ساتھ استغفار بھی کیا کرو۔ فتح و نصرت ملنے کے بعد خدا کے حضور یہ عرض کیا کرو کہ اے اللہ یہ سب کچھ کرنے کے باوجود ہمیں یہ پتہ ہے کہ اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا تو ہم بخشے جانے کے لائق نہیں ٹھہریں گے۔ ہم محض تیری بخشش کے سہارے زندہ ہیں۔ ہم اس امید پہ زندہ ہیں کہ جب تیرے حضور حاضر ہوں گے تو اے خدا تو ہم پر رحمت اور شفقت کی نظر کرے گا اور بخشش کی نگاہ ڈالے گا ورنہ یہ فتوحات جو تو نے ہمیں عطا کی تھیں ہم ان کا حق ادا کرنے کے لائق نہیں۔

اس جذبے کے ساتھ دوست جب اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید کریں گے اور استغفار کریں گے اور رب کریم کے ساتھ پیار اور محبت کا تعلق جوڑیں گے تو پھر دیکھیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ فتح و نصرت جس کے آثار دیکھ کر آیا ہوں وہ کس شان کے ساتھ آتی ہے اس دنیا میں

ایک نیا انقلاب برپا ہو گا

انسان کو ایک نئی جنت عطا ہو گی۔ لیکن وہ جنت وہی جنت ہے جس کا پہلے آپ کے دلوں میں قائم ہونا ضروری ہے یہی وہ جنت ہے جو آپ کے دلوں سے اچھل اچھل کر باہر نکلے گی اور دنیا میں پھیلے گی اور یہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید کی جنت ہے۔ یہ استغفار کی جنت ہے جس سے دنیا کی کایا پلٹ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا۔

چونکہ ابھی میں سفر کی حالت میں ہوں اور تھوڑی دیر کے بعد ربوہ کے لئے روانہ ہونا ہے اس لئے میں جمعہ کی نماز کے ساتھ عصر کی نماز جمع کر کے پڑھاؤں گا اور مسافر ہونے کی وجہ سے عصر کی نماز قصر کروں گا۔ بعد دوست مسافر ہیں وہ میرے ساتھ دو گانہ پڑھ کر سلام پھیر دیں گے مقامی دوست بغیر سلام پھیرے اس وقت کھڑے ہو جائیں گے جب میں دونوں سلام پھیر کر فارغ ہو جاؤں گا۔ نماز میں بے صبری نہیں دکھانی چاہیئے جب تک امام نماز کی حالت میں بیٹھا ہوا ہے۔ مقتدی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ الگ ہو جائے اس لئے جب دوسرا سلام پھیر جائے اس وقت تسلی سے اٹھیں اور دو رکعتیں پوری کریں۔ اکثر دوستوں کو تو اس مسئلہ کا علم ہے لیکن چونکہ نئی نسلیں آگے شامل ہو رہی ہیں اس لئے ان باتوں کو بار بار دہرانا پڑتا ہے۔

(منقول از الفضل ۱۱ر دسمبر ۱۹۸۳ء)

ولادت

میرے بیٹے عزیز ڈاکٹر عبدالرشید بدر ایم۔ ایس مقیم دہلی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۵ در ۶ جنوری ۱۹۸۴ء کی درمیانی رات پہلا لڑکا عطاء فرمایا ہے۔ تین ماہ قبل ہی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بعد دعا از راہِ شفقت عزیزہ ڈاکٹر بدر سلمہ کی درخواست پر بچہ کا نام "صباح السلام" تجویز فرمایا۔ نومولود بچہ مکرم چوہدری عبد المتین صاحب آف ڈھاکہ صدر کمیٹی بنگلہ دیش کا نواسہ ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز نومولود کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر دے اور نیک صالح خادم دین ہو اور ہم سب کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ اس خوشی پر خاکسار نے بطور شکرانہ مختلف مدات میں دس روپے جمع کرائے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (خاکسار محمد حفیظ بقاپوری اسابق ایڈیٹر بدر قادیان)

نمایاں کامیابی اور درخواست دعا

اللہ تعالیٰ کے فضل اور بزرگان سلسلہ کی دعاؤں کے طفیل میرے بیٹے عزیز میر لیئق محمود طاہر سلمہ نے پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن سے امسال ریفریجریشن اینڈ ایئرکنڈیشننگ میں ۵۵۰/۱۰۰۰ نمبر حاصل کر کے صوبہ بھر میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ عزیز موصوف کی دینی و دنیوی ترقیات اور اسی کے چھوٹے بھائی پسرم عزیز میر شفیق محمود طاہر سلمہ کی امتحان میٹرک میں نمایاں کامیابی کیلئے قارئین بدر کی خدمت میں دعاؤں کا خواستگار ہوں۔ (خاکسار میر مبشر احمد طاہر دارالعلوم غربی۔ ربوہ)

أليس الله بكاف عبده

کی خالص سونے اور چاندی سے بنی دیدہ زیب اور پائیدار انگوٹھیوں اور جدید ترین خوبصورت ڈیزائنوں میں ہر قسم کے معیاری زیورات کیلئے ہم سے رابطہ قائم کریں

رگھبیر سنگھ گشمیر جیولرز عقب مسجد اقصیٰ قادیان

قسط دوم

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
دشمنوں سے حسن سلوک

تقریر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان بر موقعہ جلسہ سالانہ ــــ سنہ ۱۹۸۳ء

کفار مکہ کے مظالم کا دائرہ دن بدن بڑھتا ہی چلا گیا۔ حتیٰ کہ جو چند اصحاب آپ پر ایمان لائے تھے وہ بھی وطن سے بے وطنی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے ساتھ نبوت کے پانچویں سال میں گیارہ مرد چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ جب قریش مکہ کو ان کی ہجرت کا علم ہوا تو سخت برہم ہو گئے اور نجاشی کے دربار میں اپنا ایک وفد بھیجا کہ مسلمانوں کو وہاں سے نکلوانے کی کوشش کی مگر نجاشی نے مسلمانوں کو بلا کر ان سے دین اسلام کے بارہ میں واقفیت حاصل کی۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی نے اس کے سامنے ایسے مؤثر رنگ میں اسلام کے محاسن کو پیش کیا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اس نے رقت کے لہجہ میں کہا خدا کی قسم یہ کلام اور ہمارے مسیح کا کلام تو ایک ہی منبع نور کی کرنیں معلوم ہوتی ہیں۔ یہ کہتے ہوئے نجاشی نے قریش کے وفد کو واپس لوٹا دیا اور ان کے ساتھ مسلمانوں کو واپس کرنے سے انکار کر دیا اور ان کے تحفے بھی انہیں واپس کر دیئے۔

دوسرے دن عمرو بن العاص نے دربار میں پھر رسائی حاصل کی اور نجاشی کو کہا کہ یہ مسلمان تو تمہارے مسیح کے ابن اللہ ہونے کے منکر ہیں۔ چنانچہ جب نجاشی نے مسلمانوں سے پوچھا کہ تم مسیح کے بارہ میں کیا اعتقاد رکھتے ہو تو حضرت جعفر رضی نے صاف عرض کیا کہ اے بادشاہ ہمارے اعتقاد کی رو سے مسیح اللہ کا بندہ ہے خدا نہیں ہے مگر وہ اس کا ایک بہت مقرب رسول ہے اس کی اس کلام سے عالم ہستی میں آیا جو اس نے مریم پر ڈالا نجاشی نے فرش سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا واللہ جو تم نے بیان کیا ہے میں اس سے مسیح کو اس تنکے کے برابر بھی بڑا نہیں سمجھتا چنانچہ قریش کا وفد ناکام واپس لوٹا۔ ابوجہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا۔ گندی گندی گالیاں دیں۔ خادمہ نے یہ واقعہ اسی وقت آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی سے بیان کیا جب وہ ایک دن اپنے بہادرانہ شان میں شکار سے لوٹے۔ یہ واقعہ سن کر حضرت حمزہ رضی کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور خاندانی غیرت جوش زن ہو گئی۔ فوراً کعبہ گئے۔ طواف کیا اور سیدھے ابوجہل کی طرف گئے جو مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اس کے سر میں زور سے کمان مار کر کہا کہ میں سنتا ہوں کہ تو نے محمد صلعم کو گالیاں دی ہیں سن میں بھی اسی کے دین پر ہوں اور وہی کہتا ہوں جو وہ کہتا ہے۔ اگر ہمت ہے تو میرے سامنے بول۔ ابوجہل کے ساتھی حمایت میں اٹھے مگر ابوجہل حضرت حمزہ رضی کی دلیری اور جرأت سے مرعوب ہو گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو مقابلہ میں سے روکتے ہوئے یہ کہا کہ حمزہ ٹھیک ہے واقعی مجھ سے زیادتی ہو گئی تھی۔ اُدھر حضرت عمر بن خطاب بھی تلوار لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے نکلے کہ راستہ میں کسی نے ان کے بہن اور بہنوئی کے اسلام قبول کرنے کی خبر دیتے ہوئے کہا کہ پہلے گھر کی خبر تو لو۔ چنانچہ وہ عمر جو بانیٔ اسلام کو قتل کرنے کے لئے نکلا تھا وہ اپنے بہنوئی کے ہاتھ اسلام کی روحانی تلوار یعنی قرآن مجید سنتے ہی گھائل ہو گیا اور وہاں سے سیدھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گئے غرض لوہے کی تلوار کے دشمن اسلام کی روحانی تلوار کے دھنی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ حضرت حمزہ رضی اور حضرت عمر رضی کے اسلام لانے کے بعد قریش کو فکر دامن گیر ہوا کہ اب تو ذی مقدرت لوگ اسلام میں داخل ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ اس سے متاثر ہو کر پہلے انہوں نے عتبہ بن ربیعہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ وہ کسی طرح آپ کو راضی کر کے اسلام کی اشاعت سے باز رکھنے کی کوشش کرے ان کی ناکامی کے بعد اہل مکہ نے خانہ کعبہ کے پاس جمع ہو کر باہم مشورہ سے تجویز کیا کہ چند منتخب رؤساء آپ سے بات کریں۔ چنانچہ اس تجویز کے مطابق ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل اور ابوجہل اور امیہ بن خلف اور عتبہ اور شیبہ اور ابوسفیان اور اسود بن مطلب اور نضر بن حارث اور ابوالبختری وغیرہ صحن کعبہ میں مجلس جا کر بیٹھ گئے اور انہوں نے اپنا نمائندہ حضور کی خدمت میں بھیجا کہ قریش حضور سے کچھ بات چیت کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے حضور کو اشاعت اسلام سے روکنے کیلئے اپنی تجاویز پیش کیں حضور نے ان کو واضح طور پر بتایا کہ آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے اشاعت اسلام پر مامور ہیں اور پھر آپ نے ان کو پیغام حق پہنچایا۔ جب ان کو اس مشن میں ناکامی ہوئی تو انہوں نے اپنے ملک میں نہریں جاری کرنے اور پہاڑوں کو اکھیڑ کر زرخیز میدان بنانے کا مطالبہ کیا آپ نے فرمایا میرا منصب صرف اتنا ہے کہ میں لوگوں کو حق کا راستہ دکھاؤں۔ اگر تم مجھے مانو گے تو دین و دنیا کے حسنات سے ضرور حصہ پاؤ گے۔ قریش نے بگڑ کر عذاب لانے کا مطالبہ کیا اور کہا کہ اب تو یہی نظر آ رہا ہے کہ یا ہم زندہ رہیں گے یا تو زندہ رہے گا۔ ابوجہل بہت غضبناک ہو کر بولا کہ اے معشر قریش! تم نے دیکھا ہے کہ محمدؐ نے تمہاری سب تجاویز کو ٹھکرا دیا ہے واللہ میں بھی اس وقت تک چین نہ لونگا جب تک محمد کا سر کچل کر نہ رکھ دونگا۔ اور پھر بنو عبد مناف میرے ساتھ جو چاہیں کر لیں۔ بنو عبد مناف بول اٹھے کہ جو کرنا ہے کرو ہم مزاحم نہ ہوں گے دوسرے دن ابوجہل ایک بڑا سا پتھر لیکر صحن کعبہ کے ایک طرف کھڑا ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کرنے لگا۔ جب آپ تشریف لائے تو اس وقت اس کے دل پر کچھ ایسا رعب طاری ہوا کہ وہیں بت بن کر کھڑا رہا اور آگے بڑھ کر حملہ کرنے کی جرأت نہ پڑی

ماہ محرم ۷ نبوی کا ذکر ہے کہ قریش مکہ نے اپنی مخالفت کی آگ کو اور بھڑکاتے ہوئے باہم یہ مشورہ کیا کہ قبیلہ بنو ہاشم اگرچہ مسلمان نہیں ہوا تاہم وہ ہر موقعہ پر محمد صلعم کا ساتھ دیتا ہے مناسب یہ ہے کہ ان کو بھی تنگ کیا جائے۔ ان کا مقاطعہ عمل میں لایا جائے۔ یہ لوگ ہماری جگہوں میں پھرنے نہ پائیں۔ اُن سے کوئی چیز خریدی نہ جائے اور ان سے رشتہ ناطہ بالکل ترک کر دیا جائے۔ یہ معاہدہ لکھ کر باقاعدہ خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا۔ (زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۲۹۹)

کامل تین برس بنو ہاشم مع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وادی شعب ابی طالب میں محصور رہے۔ قریش نے ان گھاٹیوں میں اجناس خوردنی کا جانا بھی بند کر دیا تھا۔ بھوک سے چھوٹے چھوٹے بچوں کے رونے کی آواز گھاٹی سے باہر سنائی دیتی تھی۔

(زاد المعاد حصہ ۱ صفحہ ۲۱)

آخر غیب سے خدا تعالیٰ نے اس محاصرہ سے آپ کی اور بنو ہاشم کی نجات کا راستہ پیدا کر دیا۔ اس محاصرہ کی صعوبت اٹھانے کے بعد حضرت ابو طالب اور حضرت خدیجہ رضی یکے بعد دیگرے داغ مفارقت دے گئے۔ اس سال کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عام الحزن رکھا۔

اس کے چند روز بعد آپ زید بن حارثہ رضی کی معیت میں مکہ سے باہر تبلیغ کی غرض سے طائف پہنچے۔ یہاں کے تین صنادید سے آپ ملے۔ اسلام کی دعوت دی۔ حضور وعظ فرما رہے تھے اور ان تینوں سرداروں نے شہر کے اوباش لڑکوں اور غلاموں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ یہ اوباش اور آوارہ لڑکے آپ پر پتھر برساتے رہے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر سے پاؤں تک خون سے تر بتر ہو گئے۔ خون بہہ کر آپ کی جوتیوں میں جم گیا۔ آپ کو ان اوباشوں نے اتنا مارا کہ آپ بیہوش ہو گئے۔ جناب زید بن حارثہ رضی آپ کو اپنی پیٹھ پر اٹھا کر شہر سے باہر لے گئے اور پانی کے چھینٹے دیئے تب آپ کو ہوش آیا۔ (مسلم)

اہل طائف کے ظلم و ستم اٹھانے کے بعد آپ مکہ واپس تشریف لائے۔ اب مکہ میں آپ کی رہائش بھی دن بدن بہت تکلیف دہ ہو گئی حتیٰ کہ آپ کے خلاف سارے خاندانوں کے لوگ متحد ہو گئے اور انہوں نے اہل الرائے افراد کے مشورہ سے اپنی سازش کو انتہا تک پہنچا دیا۔ اُدھر خدا تعالیٰ کی تدبیر بھی آپ کے لئے راستہ پیدا کرنے کا موجب بن گئی۔ اب مکہ میں رہنا آپ کے لئے ممکن نہ رہا تھا گویا خدائی تقدیر کے مطابق اب ہجرت کا وقت آ پہنچا تھا۔ بالآخر خدا تعالیٰ کا حکم آیا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! تم کو ترک وطن کی اجازت ہے شوق سے مدینہ جاؤ اور اسلام پھیلاؤ مگر ہجرت کرنی آسان نہ تھی۔ قریش سخت مزاحم تھے اور مسلمانوں کو سخت سے سخت نقصان پہنچانے کے درپے تھے آخر انہوں نے طے کیا کہ یا آپ کو قتل کر دیا جائے یا گرفتار کر لیا جائے یا ملک سے نکال دیا جائے۔ ایسے حالات میں آپ نے اپنا پیارا وطن بڑی حسرت سے چھوڑا اور خدائی حکم کے مطابق مدینہ کا سفر اختیار فرمایا۔ ہجرت کے بعد جنگل کی آگ کی طرح یہ خبر مشہور ہو گئی۔ کہ آپ کو گرفتار کرکے لانے والوں کے لئے بڑے سے بڑا انعام مقرر ہے۔ راستہ میں آپ غار ثور میں تین دن اور تین رات گزارے۔ اس پناہ گزینی کی حالت میں دشمن غار ثور تک پہنچ گیا۔ اور غار ثور کے سامنے کھڑے ہو کر نشاندہی کرنے والے نے یہاں تک کہہ دیا کہ یا تو آپ اس غار میں ہیں یا پھر آسمان پر چلے گئے ہیں۔ بظاہر آپ اس وقت ان کے شکار تھے۔ لیکن خدا کی تدبیر غار کے منہ کے سامنے مکڑی کا جالا بُنوا چکی تھی وہ مکڑی کا گھر قرآن مجید کے بیان کے مطابق کہ

اِنَّ اَوْھَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ

(عنکبوت آیت نمبر ۴۲)

یعنی گھروں میں سے سب سے کمزور گھر مکڑی

ہوتا ہے۔ یہ تو مشرکوں کی حالت کے مناسب حال خدائی اظہار رہے مگر یہی گھر توحید کے علمبردار کے لئے ایک آہنی قلعہ سے بھی بڑھ کر حفاظت کا مقام بن جاتا ہے۔ چنانچہ آپ انتہائی گھبراہٹ کے لمحات میں بھی جمعیتِ خاطر سے اپنے ساتھی حضرت ابوبکرؓ کو تسلی دیتے ہیں اور فرماتے ہیں لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا اور کامیابی کے ساتھ مدینہ تشریف لے جاتے ہیں اب جب کہ قریش کو علم ہوا کہ آپ اور آپ کے اصحاب مدینہ پہنچ گئے ہیں اور وہاں اسلام سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے تو انہوں نے ایک سخت تہدیدی خط مدینہ والوں کو بھجوایا جو ایک زبردست چیلنج کا حکم رکھتا تھا۔ اور اور دشمنی کی انتہاء پر دلالت کرتا ہے۔ اس خط کے الفاظ یہ ہیں۔

"اِنَّکُمْ اٰوَیْتُمْ صَاحِبَنَا وَ

اَنَا نُقْسِمُ بِاللّٰہِ لَتُقَاتِلُنَّہٗ

اَوْ تُخْرِجُنَّہٗ اَوْ لَنَسِیْرَنَّ اِلَیْکُمْ

بِاَجْمَعِنَا حَتّٰی نَقْتُلَ مُقَاتِلَکُمْ

وَنَسْتَبِیْحَ نِسَاءَکُمْ۔

(ابوداؤد کتاب الخراج)

یعنی اب جبکہ تم لوگوں نے ہمارے آدمی (محمد صلعم) کو اپنے گھروں میں پناہ دی ہے۔ ہم خدا کی قسم کھا کر یہ اعلان کرتے ہیں کہ یا تو تم اس کا ساتھ چھوڑ کر اس کے خلاف جنگ کرو یا کم از کم اسے اپنے شہر سے نکال دو ورنہ ہم اپنا لشکر لے کر تم پر حملہ آور ہوں گے۔ اور تمہارے سارے مردوں کو تہ تیغ کر دیں گے اور تمہاری عورتوں پر قبضہ کر کے اپنے لئے جائز کر لیں گے۔

قریشِ مکہ کے اس خط سے ان کے ان خونی ارادوں کا پتہ لگتا ہے جو وہ ہجرت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے متعلق رکھتے تھے۔ اب مدینہ میں پہنچ کر بھی آپ کو سخت سے سخت خوف و خطر اور دشمنوں کی طرف سے زبردست چیلنج کا سامنا تھا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو عموماً آپ راتوں کو جاگا کرتے تھے

(نسائی)

اس مضمون کی روایت بخاری اور مسلم میں بھی ہے کہ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک جاگتے رہے پھر فرمایا کہ اگر اس وقت ہمارے دوستوں میں سے کوئی مناسب آدمی پہرہ دیتا تو میں ذرا سو لیتا اتنے میں ہم نے ہتھیاروں کی جھنکار سنی۔ آپ نے پوچھا کون ہے آواز آئی یا رسول اللہ میں سعد بن وقاص ہوں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ پہرہ دوں۔ اس اطمینان کے بعد آپ تھوڑی دیر سو گئے مسلم کے اسی باب کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فکر اپنی ذات کے متعلق نہ تھا بلکہ اسلام

اور مسلمانوں کی حفاظت کا آپ کو فکر تھا اسی طرح تاریخ میں آتا ہے کہ ہجرت کے بعد تمام عرب ایک جان ہو کر مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ اس وقت مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ وہ رات کو بھی ہتھیار لگا کر سویا کرتے تھے اور دن کو بھی ہتھیار لگائے رکھتے تھے کہ کہیں کوئی اچانک حملہ نہ ہو جائے اور باہم ایک دوسرے سے کہا کرتے تھے کہ دیکھیں ہم اس وقت تک زندہ بھی رہتے ہیں یا نہیں جب ہم رات کو امن کی نیند سو سکیں گے اور سوائے خدا کے کسی کا ڈر نہ ہوگا۔ قرآن مجید جو اسلامی تاریخ کا سب سے زیادہ مستند ریکارڈ ہے مسلمانوں کی اس حالت کا ان الفاظ میں نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتا ہے:۔

"وَاذْکُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِیْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ

فِی الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ یَّتَخَطَّفَکُمُ النَّاسُ

فَاٰوٰکُمْ وَاَیَّدَکُمْ بِنَصْرِہٖ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ

الطَّیِّبٰتِ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ"

(انفال آیت نمبر ۲۷)

یعنی اے مسلمانو! وہ وقت یاد رکھو جب کہ تم ملک میں بہت تھوڑے اور کمزور تھے اور تمہیں ہر وقت یہ خوف لگا رہتا تھا کہ لوگ تمہیں اُچک کر نہ لے جائیں یعنی اچانک حملہ کر کے تمہیں تباہ نہ کر دیں مگر خدا نے تمہیں (مدینہ میں پناہ دی) اور اپنی نصرت سے تمہاری مدد فرمائی اور تمہارے لئے پاکیزہ نعمتوں کے دروازے کھولے پس تمہیں اب شکر گزار بندے بن کر رہنا چاہیئے۔

اب مدینہ میں رفتہ رفتہ حالات بگڑتے گئے اور اسلام کی دشمنی پورے عرب میں پھیل چکی تھی اور تمام عرب کی ذراسی چنگاری بھی مسلمانانِ مدینہ کو بھسم کر دینے کے لئے کافی تھی۔ (ا) نازک وقت میں جس سے زیادہ نازک وقت اسلام پر کبھی نہیں آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کی وحی نازل ہوئی کہ اب تمہیں بھی ان کفار کے مقابلہ میں تلوار استعمال کرنی چاہیئے۔ جو تمہارے خلاف تلوار لیکر سراسر ظلم اور تعدی سے مسلمانوں کو مٹانے کے درپے ہیں اور اس طرح جہاد بالسیف کا اعلان ہوگیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ

ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ

لَقَدِیْرُ۔ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ

دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا

رَبُّنَا اللّٰہُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ

النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ

صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ

یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا ؕ

وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ ؕ اِنَّ

اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ (حج آیت ۴۰، ۴۱)

یعنی وہ لوگ جن سے بلاوجہ جنگ کی جا رہی ہے ان کو بھی جنگ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور اللہ ان کی مدد پر قادر ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کے گھروں سے صرف ان کے اتنا کہنے پر کہ اللہ ہمارا رب ہے بغیر

کسی جائز وجہ کے نکالا گیا۔ اور اللہ ان یعنی کفار میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ سے شرارت سے باز نہ رکھتا تو گرجے اور یہودیوں کی عبادت گاہیں اور مسجدیں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے برباد کر دیئے جاتے اور اللہ یقیناً اسکی مدد کرے گا جو اسکی دین کی مدد کرے گا۔ اللہ یقیناً بہت طاقتور اور غالب ہے۔

تاریخ اسلام کی ورق گردانی کرنے والوں پر یہ امر عیاں اور ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں کے مظالم کے مقابلہ میں ۲۷ غزوات میں صرف مدافعت کے طور پر حصہ لینا پڑا اور ۳۸ سرایا میں جو مختلف مواقع پر آپ نے بھجوائے۔ وہ بھی دشمنوں کے مظالم کی روک تھام کے لئے محض مدافعت کی غرض سے تھے دشمن نے ہر موقعہ پر کوشش کی کہ مسلمانوں کے وجود کو تلوار کے زور سے نیست و نابود کر دیں چنانچہ جنگ بدر میں ۳۱۳ نہتے مسلمانوں کے مقابلہ پر مکہ کے ۱۰۰۰ ہزار افراد جو جنگی فنون کے ماہر تھے اسی غرض سے حملہ آور ہوئے اور اس کے بعد جنگ اُحد میں بھی دشمنوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو نقصان پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تا ہر جنگ میں دشمن اپنی ظالمانہ دشمنی کا نشانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو ہی بناتے رہتے ہیں۔ چنانچہ جنگ احد میں دشمنوں نے اپنے ناپاک ہاتھوں سے رحمۃ للعالمین کو زخمی کر کے ہمیشہ ہمیش کے لئے اپنے نام کلنک کا ایک ایسا ٹیکہ لگا دیا جو تا قیامت امت محمدیہ کے دلوں کو مجروح کرتا رہے گا۔ پھر جنگ احزاب میں دشمن کی ۲۴۰۰۰ ہزار فوج اسلام کے خلاف میدان جنگ میں حملہ آور تھی اور مسلمان صرف ۱۲۰۰ ہزار کی تعداد میں تھے۔

الغرض تمام جنگوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظالموں کے مظالم کو ہی برداشت کیا مگر آپ کے ہاتھ سے کسی بھی دشمن کا قتل ہونا تاریخ سے ثابت نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو توحید کی اشاعت و تبلیغ میں جسقدر بھی مصائب و آلام برداشت کرنے پڑے، وہ اس امر کا ضرور ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ کی راہ میں اپنی جان تک کو قربان کر دینا ایک معمولی سی بات سمجھتے تھے اور دشمن آپ کے اس وصف سے بخوبی واقف تھا اور وہ یہ اچھی طرح جانتا تھا کہ تبلیغ کے نام سے آپ کو دھوکہ دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ چنانچہ اسی بہانہ سے مختلف مواقع پر آپ کے عزیز ترین صحابہ کو جو بڑے ہی زاہد۔ پارساہ۔ خدا رسیدہ۔ اور عالم دین کے ماہر تھے نیز حفاظ اور قاری تھے ان کو تبلیغ کی آڑ میں ظالمانہ طور پر تہ تیغ کیا گیا۔

سنہ ہجری کا واقعہ ہے کہ عرب کے دو قبائل عضل اور قارہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے نمائندے بھیج کر عرض کیا کہ

ہمارے قبائل کے بہت سے لوگ اسلام سے متاثر ہیں۔ کچھ آدمی جو اسلام کی تعلیمات سے پوری طرح واقف ہوں بھیج دیئے جائیں تا وہ مذہب اسلام کی تعلیم سے باخبر کریں۔ دراصل یہ ایک سازش تھی جو بنو لحیان نے کی تھی اور ان کا مقصد یہ تھا کہ جب مبلغین اسلام آئیں تو ان کو قتل کر دیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمائندگان کی درخواست قبول کرتے ہوئے اُن کے ہمراہ دس مسلمانوں کو روانہ کر دیا۔ تا ان لوگوں کو اسلام کے عقائد اور اصولوں کی تعلیم دیں۔ جب مبلغین کا یہ وفد بنو لحیان کے علاقہ میں پہنچا تو بنو لحیان کے دو سو مسلح آدمیوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے سات کو مقام رجیع میں قتل کر دیا باقی حضرت خبیب اور حضرت زید کو قید کر کے قریش مکہ کے پاس فروخت کر دیا۔

حضرت خبیبؓ کا خریدار اپنے باپ کے بدلہ میں جوکہ جنگ بدر میں مارا گیا تھا قتل کرنا چاہتا تھا حضرت خبیبؓ کو کھلے میدان میں لے جایا گیا اہل مکہ انہیں قتل کر کے جشن منائیں آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور یہ اپنی شہادت کے وقت یہ اشعار پڑھے۔ ؎

وَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا

عَلٰی اَیِّ جَنْبٍ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ

وَذٰلِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَاْ

یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعِ

یعنی جب میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے پرواہ نہیں ہے کہ میں کس پہلو پر قتل ہو کر گروں۔ یہ سب کچھ خدا کے لئے ہے اور اگر میرا خدا چاہے گا تو میرے جسم کا پارہ پارہ ٹکڑوں پر برکت نازل فرمائے گا۔

اسی طرح حضرت زیدؓ کو بھی نہایت ہی بے رحیمانہ طریق پر قتل کیا گیا پھر انہیں دنوں میں نجد کے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند مبلغین اسلام بھجوائے جانے کی درخواست کی۔ اوّلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا اعتبار نہ کیا مگر ابو براء کی درخواست پر کہ ان کا ضامن ہوتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر مسلمانوں کو جو حافظ قرآن تھے ان کے ہمراہ بھجوایا۔ مگر ہائے افسوس اس ظلم وستم کی کہ ان کے ساتھ بھی وہی ہوا جو پہلے دس مبلغین اسلام کے ساتھ ہوا تھا۔

الغرض کون سا ظلم ہے جو ایک انسان کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور وہ ہمارے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ ڈھایا گیا ہو حضرات! یہ تو تصویر کا ایک رخ تھا آیئے اب آپ کی توجہ اس وجود باجود کی شانِ رحمۃ للعالمین کی طرف مبذول کراؤں جس کا اظہار آپ نے اپنے خونخوار دشمنوں سے روا رکھا

(باقی آئندہ)

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کے ۹۲ ویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر

احمدی مستورات کا تین روزہ کامیاب جلسہ سالانہ

رپورٹ مرتبہ ۔ شعبۂ رپورٹنگ جلسہ سالانہ لجنہ اماء اللہ قادیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان دارالامان میں ۹۲ واں جلسہ سالانہ امسال بھی ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر کی تاریخوں میں منعقد ہوا۔ پہلے دن کے پہلے اجلاس میں افتتاحی دُعا۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جماعت کے نام پیغام اور تقاریر کا پروگرام مردانہ جلسہ گاہ سے بذریعہ لاؤڈ سپیکر سُنا گیا۔ دُوسرے اجلاس میں مستورات کا علیحدہ پروگرام ٹھیک ۲½ بجے زیر صدارت محترمہ سیّدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ شروع ہوا۔ مکرمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ خادم کی تلاوت قرآن کریم اور مکرمہ رفعت سُلطانہ صاحبہ کی نظم خوانی کے بعد محترمہ سیّدہ صدر صاحبہ نے مستورات سے افتتاحی خطاب فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر و احسان ہے کہ اُس نے اِس سال پھر ہمیں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی توفیق بخشی۔ ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں پہلا جلسہ منعقد ہوا تھا۔ اس کے بعد ہر سال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پروانے جلسہ سالانہ قادیان اور ربوہ میں بغرضِ شمولیت آتے ہیں اور ہم یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء عظام کے ارشادات پیش کرنے کے بعد جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ اور دُور دراز سے تشریف لانے والی مہمان بہنوں کو اپنے اوقات ذِکر الٰہی اور تسبیح و تحمید میں گذارنے کی ہدایت فرمائی۔ بعدہٗ

ہستی باری تعالیٰ

کے عنوان پر مکرمہ فرحت سلطانہ صاحبہ نے تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ خدا تعالیٰ کی عظیم قدرتیں اُس کی پُرجلال ہستی کی دلیل ہیں۔ انسانی کے ارادوں کا اُس کی آرزوں کے مطابق پورا نہ ہونا، انسانی پیدائش کے حالات، موت و حیات کا سلسلہ، عالم موجودات کا حُسنِ انتظام اور غلبہ وصل وغیرہ دلائل اُس کی ہستی کا نشان ہیں۔

بعد ازاں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی تقریر مردانہ جلسہ گاہ سے بذریعہ لاؤڈ سپیکر سُنی گئی۔ اور مکرمہ امۃ القیوم پرویز صاحبہ نے حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی نظم

کیا التجا کروں کہ مجسم دُعا ہوں میں

خوش الحانی سے پڑھی۔ بعدہٗ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ

کے عنوان پر عزیزہ مبارکہ شاہین نے تقریر کی۔ آپ نے قوتِ قدسیہ کا مطلب بتاتے ہوئے ہجرت کا واقعہ سُنایا کہ کس طرح مخالفوں نے آپ پر حملے کئے مگر منہ کی کھائی۔ حضرت موسیٰؑ کی قوم نے دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے حضرت موسیٰؑ کو جو جواب دیا تھا اُس کے مقابلے پر آپ نے حرمت شراب نوشی کے بعد صحابہؓ کی اطاعت کا بہترین نمونہ پیش کیا۔ مکرمہ امۃ اللطیف صاحبہ نے

حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور ہماری ذمہ واریاں

کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی اصل غرض اسلام کی تعلیم کو تمام دُنیا میں پھیلانا ہے۔ موصوفہ نے حضور علیہ السلام کی تعلیم بیان کرتے ہوئے مستورات کو اُن کی ذمہ واریوں یعنی اسلام کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے۔ قرآن سیکھنے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر چلنے۔ نمازوں کو ادا کرنے۔ روزے اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔

بعدہٗ عزیزہ کوثر صدیقہ آف حیدر آباد نے بعنوان

سیرۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

انگلش میں تقریر کی عزیزہ نے اپنی تقریر میں حضور اکرمؐ کی بعثت سے قبل عرب کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آپ کی بعثت کے بعد کس طرح ملک عرب میں عظیم انقلاب رونما ہوا۔ آپ نے طبقۂ نسواں اور غلاموں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا بھی ذکر کیا۔

دوسرا دن ۔ پہلا اجلاس

۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک مردانہ جلسہ کا پروگرام سُنا گیا۔ بعد ازاں ٹھیک ۱۱ بجے مستورات کا پروگرام زیر صدارت محترمہ اعظم النساء صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ حیدر آباد شروع ہوا۔ عزیزہ کوثر صدیقہ صاحبہ آف حیدر آباد کی تلاوتِ قرآن پاک اور عزیزہ مبارکہ شاہین کی نظم خوانی کے بعد

فریضۂ تبلیغ بالخصوص حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک داعی الی اللہ اور احمدی خواتین

کے عنوان پر محترمہ سیّدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ نے تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ نبی کا کام دُنیا کو خدا کی طرف بلانا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے داعی الی اللہ کا بہترین نمونہ پیش کیا۔

آپ نے فریضۂ تبلیغ کے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات سے اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور کی تحریک پر عمل کرتے ہوئے اپنے اوقات کا بیشتر حصّہ تبلیغ کے لئے وقف کریں۔ تبھی اسلام کا جھنڈا ساری دُنیا میں لہرا سکے گا۔ صحیح مبلّغ بننے کے لئے اپنی اصلاح کریں۔ قول اور فعل ایک ہو۔ قرآن مجید پڑھیں اور اُس پر غور کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ اختیار کریں۔ عقائد احمدیت کو جانیں۔ کتب حضرت مسیح موعودؑ کا مطالعہ کریں۔ مدِمقابل کی نفسیات اور مزاج کو سمجھیں۔ صبر سے کام لیں۔ اور سب سے بڑھ کر دعاؤں پر زور دیں، یہ سب سے بڑی طاقت ہے۔

اِس کے بعد مکرمہ ظہیر النساء صاحبہ آف مدراس نے نظم پڑھی۔ بعد ازاں مکرمہ شمیم اختر گیانی صاحبہ نے بعنوان

خدا تعالیٰ کی محبت کے حصول کے ذرائع

تقریر کی آپ نے انسانی پیدائش کی غرض بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالےٰ کی محبت حاصل کرنے کے لئے اُس کی وحدانیت پر یقین۔ دُعاؤں میں التزام۔ اطاعت و فرمانبرداری۔ صبر و استقلال مجاہدہ۔ مخلوق خدا سے محبت اور صحبتِ صالحین ضروری ہے۔

اِسلام کی ترقی خلافت سے وابستہ ہے

اِس عنوان پر محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ قادیان نے تقریر کی۔ خلافت کی ضرورت بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ عرصہ ۳۰ سال تک مسلمانوں میں خلافت رہی مگر اپنی کم فہمی کے سبب انہوں نے اسلام کی تعلیم کو بُھلایا اور خلافت جیسی نعمت ان سے چھن گئی۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلافت کو دوبارہ زندہ کیا جس کی بدولت آج اسلام پھر عام دُنیا میں پھیل رہا ہے۔ سینکڑوں نوجوانوں کا اپنی زندگیاں وقف کرنا۔ قرآن کریم کی اشاعت۔ ہسپتالوں کا قیام اور اسپین اور اسٹریلیا جیسے ممالک میں مساجد کا قیام اِس کا بیّن ثبوت ہیں۔

اِس کے بعد صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ نے نظم سے

جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا

خوش الحانی سے پڑھ کر حاضرات کو محظوظ کیا۔

قبولیتِ دُعا کا زندہ نشان پیشگوئی مصلح موعودؓ

اس عنوان پر عزیزہ عقیلہ عفت صاحبہ نے تقریر کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے نشانات کی وضاحت کرتے ہوئے پیشگوئی مصلح موعودؓ کے بارہ میں بتایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے زندہ نشان آپ کو دکھایا جس کو حضرت مصلح موعودؓ کے وجود میں دُنیا نے پورا ہوتے دیکھا۔

اِسلام میں عورت کا مقام

اِس موضوع پر مکرمہ نصرت سلطانہ صاحبہ نے انگریزی میں تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عورت کی کیا حالت تھی۔ آپ نے ماں، بہن، اور بیٹی تینوں شکلوں میں عورت کو اُس کے حقوق دِلوائے۔ آخر میں آپ نے آج کے دَور میں عورتوں کو ان کی ذمہ واری کا احساس دلایا۔

دُوسرا اِجلاس

ٹھیک ۲½ بجے زیر صدارت محترمہ فرحت الٰہ دین صاحبہ صدر لجنہ سکندر آباد۔ مکرمہ امۃ النصیر سلطانہ صاحبہ کی تلاوت قرآن پاک اور عزیزہ جمیلہ بیگم کی نظم خوانی کے ساتھ دوسرے دن کا دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ سب سے پہلے

اِسلام ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے

کے موضوع پر محترمہ اعظم النساء صاحبہ صدر لجنہ حیدر آباد نے تقریر کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا عظیم مقصد بیان کرنے کے بعد مستورات کو اپنے نفسوں کی قربانی، اولاد کی صحیح تربیت، ترکِ رسومات، اخراجات پر کنٹرول، اور چندوں میں باقاعدگی کی طرف توجہ دلائی۔

ذِکرِ حبیبؑ

اس عنوان پر صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ نے تقریر کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی، توکل علی اللہ، محنت کشی، بلا تفریق قوم و ملت سب کے ساتھ یکساں محبت۔ غرباء کی امداد، سخاوت، ایفائے

عہد اور اُولو العزمی کے روح پرور واقعات سُنائے۔ عزیزہ راشدہ رحمٰن کی نظم خوانی کے بعد

اِسلام میں عورت کی قربانیاں کے موضوع پر محترمہ

معراج سُلطانہ صاحبہ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آپ نے حضرت ہاجرہؓ کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اِسلام کی تاریخ عورتوں کی جانی اور مالی قربانیوں سے بھری پڑی ہے۔ اِس سلسلے میں آپ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی صحابیات کی نمایاں قربانیوں کے واقعات عمدہ پیرائے میں بیان کئے۔

ابنِ مریم مرگیا حق کی قسم اِس موضوع پر عزیزہ امۃ الکریم

چوہدری نے انگریزی میں تقریر کی۔ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو قرآن کریم کی آیات سے ثابت کیا اور بتایا کہ حضرت مسیح طبعی وفات پا چکے ہیں۔ اور سرینگر محلہ خانیار میں مدفون ہیں۔

اِسلام میں موجودہ مسائل کا حل اِس عنوان پر محترمہ

زہرہ جبیں صاحبہ صدر لجنہ کشمیر نے تقریر کی۔ آپ نے زمانۂ حال کے مختلف پیچیدہ مسائل کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان مسائل سے نجات خدائے واحد کی پرستش، انسانی برادری سے مساوی سلوک، اقتصادی اور اعتقادی لائحہ عمل، نسلی امتیاز کے خلاف جہاد، اور محنت و مشقت کے ذریعہ ہی حاصل کی جاسکتی ہے۔

تیسرا دن - پہلا اجلاس

ٹھیک ۱۰ بجے محترمہ عائشہ شریف صاحبہ آف امریکہ کی زیر صدارت کرمہ رفعت سلطانہ صاحبہ کی تلاوت قرآن پاک اور عزیزہ مظفر محسنہ کی نظم خوانی کے ساتھ تیسرے دن کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ سب سے پہلے

احمدیت یعنی حقیقی اِسلام کے عنوان پر محترمہ

شیریں باسط صاحبہ آف کٹک نے تقریر کی آپ نے اسلام کا مطلب واضح کرتے ہوئے آخری زمانہ کے متعلق آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں بیان کیں۔ نیز ثابت کیا کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔

قرآنِ کریم سرچشمۂ علوم ہے اِس موضوع پر عزیزہ

امۃ النصیر سلطانہ نے تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ قرآن کریم محسوسات، تجربات عالم، تواریخ اور وحی الہام کی رُو سے سرچشمۂ علوم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کر کے دینی و دنیوی علوم میں بے مثال ترقی کی موجودہ زمانہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قرآن کریم کی تعلیم کو ازسرِ نو دُنیا میں قائم کیا۔ چنانچہ قرآن کریم ہی کا اِعجاز ہے کہ علمی میدان میں احمدیوں نے اتنی ترقی کی کہ وہ نوبل پرائز کے حق دار قرار پائے۔

غلبۂ اِسلام کی صدی کا استقبال، قرآن کریم سیکھنے کا منصوبہ اور ہماری ذمہ داریاں اس عنوان پر محترمہ فرحت الدین صاحبہ نے تقریر کی۔ آپ نے قرآن

کریم کی عظمت بیان کرتے ہوئے غلبۂ اسلام کی صدی کے استقبال کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا تعلیمی منصوبہ بیان کیا۔ اور احمدی مستورات کو اس سلسلہ میں انکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ بعدہٗ محترمہ مبشرہ طاہر نے نظم پڑھی۔ اور عزیزہ حسینہ بیگم بنت المہدی آف کٹک نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کا بچوں سے پیار کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے چند دلچسپ واقعات سُنائے۔

تربیتِ اولاد اور ہماری ذمہ داریاں اِس عنوان پر مکرمہ بُشریٰ طیبہ صاحبہ نے تقریر کی۔ آپ

نے تربیت اولاد کے متعلق قرآن کریم کے چار اصول بیان کرتے ہوئے اس سلسلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اور خلفائے کرام کے ارشادات پڑھ کر سُنائے اور بہنوں کو تربیت اولاد جیسی اہم ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی۔

بعدہٗ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریر برموقع اجتماع لجنہ مرکزیہ ربوہ کا ٹیپ سُنایا گیا۔ اور مکرمہ امۃ الجمیل صاحبہ آف یاری پورہ نے نظم پڑھی۔

سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اِس عنوان

پر عزیزہ طاہرہ شوکت صاحبہ نے تقریر کی۔ آپ نے عفو، محنت، پیار و محبت، انکساری اور اشاعتِ اسلام کے تعلق سے حضور رحمہ اللہ کے ایمان افروز واقعات پیش کئے۔

غلبۂ اِسلام اور ہماری ذمہ داریاں اِس عنوان پر عزیزہ راشدہ رحمٰن نے تقریر کی۔ آپ

نے غلبۂ اِسلام کی مہم کا ذکر کرتے ہوئے عورتوں کو قرآنِ کریم سیکھنے، اُس کی تعلیم پر عمل کرنے، مالی جہاد میں حصّہ لینے، تربیت اولاد احسن رنگ میں کرنے اور داعی الی اللہ بننے کی طرف توجہ دلائی۔

تیسرا دن - دوسرا اجلاس

ٹھیک ۲½ بجے دوسرے اجلاس کی کاروائی کا آغاز زیر صدارت محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ عزیزہ راشدہ پروین مرزا کی تلاوت قرآن پاک اور مکرمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ خادم کی نظم خوانی سے ہُوا۔

بعدہٗ صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ نے غیر ملکی خواتین کی خدمت میں انگریزی میں ایڈریس پیش کیا۔ جواباً مندرجہ ذیل غیر ملکی خواتین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

۱۔ محترمہ صباح النور قیوم آف انڈونیشیا
۲۔ 〃 مبارکہ بھٹو صاحبہ آف ماریشس
۳۔ 〃 الحاج عائشہ بنگ بالا آف نائیجیریا
۴۔ 〃 سسٹر عبیدت یوسف آف نائیجیریا
۵۔ 〃 عائشہ شریف صاحبہ آف امریکہ
۶۔ 〃 محمود رشید ظفر میاں صاحبہ آف کینیڈا
۷۔ 〃 شاہدہ ریاض ملک آف لندن۔

اِس کے بعد محترمہ سیدہ صدر صاحبہ نے تمام سامعات، اور کارکنات کا جنہوں نے اپنی ڈیوٹیاں احسن رنگ میں انجام دیں کا شکریہ ادا کیا اور دُعا کی درخواست کی۔

ازاں بعد مردانہ جلسہ گاہ سے پروگرام بذریعہ لاؤڈ اسپیکر سُنا گیا۔ بفضلہ تعالیٰ تینوں دن جلسہ گاہ مستورات میں اوسطاً حاضری ۹۰۰ رہی۔

مجلس عاملہ مرکزیہ کی سالانہ میٹنگ مورخہ ۱۹ر دسمبر

شب ۸ بجے مجلس عاملہ مرکزیہ کی سالانہ میٹنگ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ جس میں قادیان، کانپور، کرڈاپلی، مونگھیر، شیموگہ، سکندرآباد، حیدرآباد، برہ پورا، شاہجہانپور، موگرال، جمشید پور، بھدرواہ، دہلی، بمبئی، اسلام آباد، یاری پورہ، چار کوٹ، کلکتہ، ہبلی، کیرنگ، بھدرک، بنگال، سرینگر، بھاگلپور، کٹک، پٹنہ، جڑچرلہ، چنتہ کنٹہ اور موتی ہاری۔ یعنی کل ۲۹ لجنات کی نمائندگان شریک ہوئیں۔

میٹنگ میں نمائندگان کو مختلف اہم ہدایات دی گئیں۔

امسال مندرجہ ذیل لجنات اور ناصرات نے حسنِ کارکردگی میں پوزیشن حاصل کی۔

شہری لجنات :-

اوّل :- لجنہ قادیان
دوئم :- 〃 حیدرآباد
سوئم :- 〃 شیموگہ
چہارم :- 〃 یادگیر

دیہی لجنات :-

اوّل :- لجنہ کرڈاپلی
دوئم :- 〃 موسلی بنی مائنز
سوئم :- 〃 کیرنگ
چہارم :- 〃 جڑچرلہ

شہری ناصرات الاحمدیہ :-

اوّل :- ناصرات الاحمدیہ قادیان
دوئم :- 〃 〃 شیموگہ
سوئم :- 〃 〃 کلکتہ
چہارم :- 〃 〃 حیدرآباد

دیہاتی ناصرات :-

اوّل :- ناصرات الاحمدیہ جڑچرلہ
دوئم :- 〃 〃 کرڈاپلی

صنعتی نمائش امسال بھی گذشتہ سالوں کی طرح لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے دستکاری کی نمائش لگائی گئی تھی۔ اِس میں قادیان، حیدرآباد، کشمیر، شاہجہانپور، کٹک اور سکندرآباد کی لجنات نے اپنے اپنے اسٹال لگائے۔

نمازِ تہجد و باجماعت نمازوں کا اِنتظام

جلسہ سالانہ کے ایّام میں باجماعت نماز پڑھنے کے لئے مسجد مبارک، دالان حضرت اُمّ المؤمنینؓ اور بیت الفکر میں انتظام کیا گیا تھا۔ جس سے بہنوں نے بخوبی فائدہ اُٹھایا۔ نیز مستورات مخصوص اوقات میں بیت الدُعا سے بھی مستفیض ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ جلسہ کی برکات سے سب کو وافر حصّہ دے اور اس کے بہترین نتائج پیدا کرے۔ آمین

ولادت اور درخواست دعا

●۔۔ میرے بھتیجے عزیزم احمد عبد الباسط صاحب سیکرٹری تحریک جدید جماعت احمدیہ حیدرآباد اور اُن کی اہلیہ عزیزہ شہیلہ طیبہ سلمہا کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک بیٹے کے بعد مورخہ ۱۸ر دسمبر ۱۹۸۳ء کو بیٹی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ محترم احمد عبد اللہ صاحب فاضل مرحوم کی پوتی اور مکرم محمد نعمت اللہ صاحب غوری نائب امیر جماعت احمدیہ یادگیر و ناظم اعلیٰ مجلس انصار اللہ صوبہ کرناٹک کی نواسی ہے۔ عزیز کا پہلا بیٹا عزیزم عطا العلیٰ آصف سلمہٗ دو سال کا ہے۔ بزرگان کرام اور احباب جماعت سے نومولودہ اور عزیز عطاء العلی کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، نیک، صالح و خادم دین اور اپنے والدین کے لئے قرۃ العین ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ ●—— الحمد للہ کہ میرا لڑکا عزیز نصیر الدین احمد نے الیکٹریکل انجینئرنگ ڈپلوما کورس کے دوسالہ امتحان میں فرسٹ ڈویژن سے کامیابی حاصل کرنے کے بعد اب خیرت آباد انجینئرنگ انسٹیوٹ میں AMIE کے دوسالہ کورس کے لئے ایوینگ کالج میں داخل ہوا ہے قارئین سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو اس امتحان میں بھی نمایاں کامیابی عطا فرمائے اور دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے آمین۔ خاکسار۔ بشیر الدین احمد حیدرآباد۔

کوائف جلسہ سالانہ ربوہ بقیہ صفحہ اوّل

اختتامی خطاب میں اسلامی عدل و انصاف، صلہ رحمی اور احسان سے متعلق جو مضمون بیان فرمایا تھا اُسی کو آگے بڑھاتے ہوئے حضور نے ۸ فتح (دسمبر) ۱۹۸۴ء کے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ اسلامی تعلیمات ہر جہت سے مثالی درجہ رکھتی ہیں اور زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہیں۔ حضور پُر نور نے آزادی ضمیر، آزادی عقیدہ اور آزادی عمل و کردار پر مبنی اسلامی تعلیمات پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور فرمایا کہ قرآن کریم اور احادیث نبوی ؐ میں ان امور سے متعلق مکمل راہنمائی موجود ہے۔ مگر افسوس کہ آج کے مسلمان ان تعلیمات پر عمل پیرا نہیں اور ان کے بُرے نمونہ سے مخالفین کو اسلامی تعلیمات پر اعتراضات کرنے کے مواقع مل رہے ہیں۔ حضور پُر نور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ اسلام کی صحیح تعلیمات کو ازسرِ نو زندہ کرنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کے لئے معرضِ وجود میں آئی ہے۔ اس کے لئے ہمیں ہر قسم کی قربانی دینا ہو گی اور خندہ پیشانی کے ساتھ ان تمام آلام و مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا جو اس کی راہ میں حائل ہیں۔

دیگر کوائف ٹیلیگرام کے آخر میں دی گئی تفصیل کے مطابق حضور پر نور ایدہ اللہ الودود کے ان بصیرت افروز خطابات کے علاوہ جلسہ سالانہ کے پہلے دن مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد، مکرم حافظ مظفر احمد صاحب اُستاد جامعہ احمدیہ، مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی وکیل التبشیر، مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد اور مکرم مولوی عبدالسلام صاحب طاہر مربی سلسلہ احمدیہ نے، دوسرے دن مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت اور مکرم مرزا عبدالحق صاحب امیر صوبائی نے اور تیسرے روز مکرم مولانا محمد شفیع صاحب اشرف ناظر امور عامہ مکرم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ اور مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف نے تقاریر کیں۔

امسال دوسرے روز کے پہلے اجلاس میں جلسہ گاہ مستورات میں حضور انور کے خطاب کو بذریعہ لاؤڈ اسپیکر مردانہ جلسہ گاہ میں بھی ریلے کیا گیا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ کی حاضری توقع کے مطابق گزشتہ سال کی نسبت بہت زیادہ تھی۔ باوجود اس کے کہ امسال جلسہ گاہ کو کافی وسعت دی گئی تھی۔ لوگ کافی تعداد میں جلسہ گاہ کے باہر بھی موجود تھے۔ تمام تقاریر کا بیک وقت انگریزی اور انڈونیشین زبانوں میں ترجمہ بذریعہ ہیڈ فونز غیر ملکی مہمانوں کو سُنانے کا بہترین انتظام کیا گیا تھا۔ محترم حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب مدظلہا العالی اور محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب بھی جلسہ میں موجود تھے۔

دورانِ سال جلسے و یوم التبلیغ منانے کا پروگرام

ہر سال نظارت دعوۃ و تبلیغ کے زیر اہتمام بھارت کی جماعت ہائے احمدیہ دورانِ سال جلسے اور یوم التبلیغ منایا کرتی ہیں۔ امسال ۱۳۶۳ ہش مطابق ۱۹۸۴ء کے جلسے اور یوم التبلیغ منانے کا پروگرام درج ذیل کیا جاتا ہے۔ عہدیداران جماعت اور جملہ مبلغین و معلمین کرام سے درخواست ہے کہ اس پروگرام کے مطابق اپنے حلقہ کی جماعتوں میں جلسے منعقد کرائیں۔ اور یوم التبلیغ منائیں اور رپورٹ باقاعدہ نظارت دعوۃ و تبلیغ میں بھجوا کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ جماعتیں اپنی سہولیت کے مطابق جلسوں کے انعقاد کی تاریخوں میں ردّ و بدل کر سکتی ہیں۔

۱۔ یوم مصلح موعودؓ	۲۰ تبلیغ (فروری) ۱۳۶۳ ہش / ۱۹۸۴ء بروز پیر
۲۔ یوم مسیح موعودؑ	۲۳ امان (مارچ) ″ ″ ″ جمعہ
۳۔ یوم خلافت	۲۷ ہجرت (مئی) ″ ″ ″ اتوار
۴۔ ہفتہ قرآن	۴ تا ۱۰ وفاء (جولائی) ″ ″ ″
۵۔ یوم پیشوایانِ مذاہب	۱۸ اخاء (اکتوبر) ″ ″ ″ جمعرات
۶۔ یوم التبلیغ	(سال میں دو مرتبہ) ماہ احسان و اخاء (بمطابق ماہ جون و اکتوبر)
۷۔ یوم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۶ فتح (دسمبر) ۱۳۶۳ ہش / ۱۹۸۴ء بروز جمعرات

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

دار الہجرت ربوہ میں مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی جانب سے باقاعدہ ایک ماہنامہ انصار اللہ نکلتا ہے۔ اِس کے مضامین نہایت ہی اعلیٰ پایہ کے ہوتے ہیں۔ جو کہ تبلیغی اور تربیتی لحاظ سے نہایت مفید مضامین پر مشتمل قریباً ۴۰ صفحات کا مجلّہ ہے۔ صدر صاحب انصار اللہ مرکزیہ ربوہ نے انتہائی خواہش کا اظہار فرمایا ہے کہ بھارت کے انصار بھائی بھی یہ ماہوار رسالہ منگوائیں۔ اِس لئے جو بھائی یہ رسالہ اپنے نام جاری کروانا چاہیں وہ مبلغ -/۲۵ روپے چندہ مد انصار اللہ مرکزیہ قادیان (دفتر محاسب میں) بھجوا کر مجھے اطلاع کر دیں۔ تاکہ مینجر صاحب ماہنامہ انصار اللہ کو اطلاع کر دی جائے اور رسالہ جاری ہو سکے۔

صدر انصار اللہ مرکزیہ بھارت

اِعلانِ نکاح

عزیز عقیل احمد سلمہٗ ابن مکرم خلیل الرحمٰن صاحب فانی ہیڈ کلرک نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کا نکاح عزیزہ امۃ النور سلمہا بنت مکرم ضیاء العارفین صاحب ساکن مونگھیر (بہار) کے ہمراہ مبلغ تین ہزار روپیہ حق مہر پر محترم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان نے مورخہ ۲/۱۲ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں پڑھا۔ اسی خوشی میں عزیزہ کے بھائی مکرم سراج احمد صاحب ساکن مونگھیر نے بطور شکرانہ مختلف مدات میں چالیس روپے اور مکرم خلیل الرحمٰن صاحب فانی نے مد اعانت بدر میں دس روپے ادا کئے ہیں۔ فجزاھم اللہ خیراً۔ قارئین سے اِس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

درخواست دُعا

مکرم شمس محمد صاحب احمدی ساکن کیرنگ کے ۱۳ سالہ لڑکے کو ڈاکو پکڑ کر لے گئے ہیں۔ اور اب مختلف جگہوں سے اُنہیں اس مضمون کے خطوط آ رہے ہیں کہ بیس ہزار روپیہ فلاں جگہ لے کر پہنچو تو لڑکا ملے گا۔ ورنہ قتل کر دیا جائیگا۔ اس المناک سانحہ کی وجہ سے جماعت کیرنگ میں دہشت اور خوف و ہراس پایا جاتا ہے۔ موصوف اعانت بدر میں دس روپے ادا کر کے عزیز کی بخیر و عافیت واپسی اور صحت و سلامتی کے لئے جملہ بزرگان و احباب جماعت کی خدمت میں دُعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔

خاکسار۔ شیخ عبدالحلیم مبلغ سلسلہ کیرنگ

معیار کے مُطابق مالی قُربانی رِزق اور مال میں خیر و برکت پیدا کرتی ہے

مُتقی کی پہچان یہ ہے کہ وہ اپنے خدا داد رِزق سے دِین کی خدمت کرتا ہے

ناظر بیت المال آمد قادیان

مجلس انصار اللہ صوبہ کیرالہ کا ایک روزہ سالانہ اجتماع

جملہ اراکین انصار اللہ کیرالہ اسٹیٹ وعہدیداران کو خوشخبری ہو کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منشاء کے ماتحت آپ کے صوبہ میں سالانہ کانفرنس کے ساتھ انصار اللہ کا پہلا سالانہ اجتماع بھی مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۸۴ء کو ہو رہا ہے۔ اس لئے جملہ انصار بھائی اور زعماء کرام، ناظم اعلیٰ انصار اللہ کیرالہ اسٹیٹ سے اس سلسلہ میں پورا پورا تعاون فرمادیں۔ اور کثرت سے اس میں شمولیت کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور اپنی رضاء کی راہوں پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین

کانفرنس اور اجتماع کی کامیابی اور خیر و برکت کے لئے دُعائیں بھی کثرت سے کریں۔

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان

اعلانات نکاح و درخواست دُعا

(۱) :۔ خاکسار کی دوسری بچی عزیزہ امۃ الرشید سلمہا کا نکاح مکرم محمد اشرف صاحب ابن مکرم محمد فرید صاحب آف ماؤر کے ہمراہ مورخہ ۱۸/۱۲/۸۳ بروز اتوار دو ہزار روپیہ حق مہر کے عوض میں عمل میں آیا۔

محترم مولوی محمد ابو الوفاء صاحب مبلغ انچارج جماعت ہائے صوبہ کیرالہ نے مسجد احمدیہ کینانور میں اعلان نکاح فرماتے ہوئے نہایت مؤثر خطبہ دیا۔ تقریب نکاح میں کیرالہ کی مختلف جماعتوں کے احمدی احباب کثیر تعداد میں موجود تھے۔ خوشی کے اس موقعہ پر شکرانہ فنڈ اور اعانت بدر میں ۲۵/- روپے ادا کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

خاکسار۔ محمد عمر مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس

(۲) :۔ مورخہ ۲۵/۱۲/۸۳ بروز اتوار بعد نماز ظہر مسجد احمدیہ پینگاڈی میں خاکسار نے مکرمہ زرینہ بی صاحبہ بنت مکرم عبد الجلیل صاحب کا نکاح مکرم صادق احمد صاحب ابن مکرم زین الدین صاحب مرحوم کے ساتھ بیس ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔

اس خوشی میں مکرم صادق احمد صاحب نے بطور شکرانہ مختلف مدات میں یکصد روپے اور مکرم عبد الجلیل صاحب نے پچیس روپے ادا کئے ہیں۔ فجزاھم اللہ خیراً

خاکسار۔ محمد عمر مبلغ سلسلہ مدراس نزیل پینگاڈی

(۳) :۔ خاکسار نے مورخہ ۱۱/۱۲/۸۳ کو مکرم محمد ظفر اللہ صاحب ڈار آف اونگام بانڈی پورہ (کشمیر) کا نکاح مکرمہ عابدہ پروین صاحبہ بنت مکرم خواجہ غلام محمد صاحب مرحوم آف اونگام کے ساتھ مبلغ تین ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ مکرم محمد ظفر اللہ صاحب کی والدہ نے اس خوشی میں بطور شکرانہ مختلف مدات میں مبلغ بیس روپے ادا کئے ہیں۔ فجزاھا اللہ خیراً۔

(۴) :۔ اسی طرح مورخہ ۱۱/۱۲/۸۳ کو خاکسار نے ترکہ پورہ میں مکرم مظفر احمد صاحب کا نکاح مکرمہ مسعودہ بانو صاحبہ بنت مکرم شریف الدین صاحب کے ساتھ مبلغ تین ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ مکرم مظفر احمد صاحب نے اس موقعہ پر بطور شکرانہ مختلف مدات میں مبلغ بیس روپے ادا کئے۔ فجزاہ اللہ خیراً۔

خاکسار۔ محمد عبد اللہ فرخ مبلغ سلسلہ رشی نگر (کشمیر)

(۵) :۔ مورخہ ۵/۱۲/۸۳ کو مکرم مولوی عبد السلام صاحب انور مبلغ سلسلہ نے مکرم غلام مصطفیٰ صاحب کاغذگر کے مکان پر عزیز محمد یعقوب صاحب کاغذگر ابن مکرم محمد خضر صاحب کاغذ گر ساکن بھدرواہ کا نکاح ہمراہ مسماۃ شاہین اختر صاحبہ بنت مکرم غلام مصطفیٰ صاحب کاغذگر ساکن بھدرواہ مبلغ بارہ ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ اس خوشی میں مد اعانت بدر میں پانچ روپے ادا کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

خاکسار۔ محمد شریف سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ بھدرواہ

(۶) :۔ مورخہ ۱۳/۱۲/۸۳ بروز جمعۃ المبارک اسرا پیریج ہال حیدرآباد میں عزیزہ صالحہ بیگم صاحبہ بنت مکرم شیخ علم الدین صاحب ہرکیہ بمبئی کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزم پرویز احمد خان صاحب ابن مکرم یوسف احمد خان صاحب بمبئی کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر پر مکرم الحاج مولوی محمد عبد اللہ صاحب بی ایس سی قاضی جماعت احمدیہ حیدرآباد نے کیا۔ مکرم علم الدین صاحب ہرکیہ نے اس موقعہ پر بطور شکرانہ مختلف مدات میں یکصد روپے اور مکرم محمد سلیمان صاحب نے عزیزم پرویز احمد خان سلمہٗ کی طرف سے پچیس روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں فجزاھم اللہ خیراً۔

خاکسار۔ محمد احمد غوری سیکرٹری مال جماعت احمدیہ حیدرآباد

قارئین بدر سے ان تمام رشتوں کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

پروگرام دورہ مکرم محمد عبد الحق صاحب انسپکٹر وقف جدید

علاقہ بنگال اور جنوبی ہند

جملہ جماعتہائے احمدیہ بنگال۔ آندھرا۔ کرناٹک۔ تامل ناڈو کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۲/۱/۸۴ سے انسپکٹر صاحب موصوف درج ذیل پروگرام کے مطابق بغرض پڑتال حسابات وصولی چندہ وقف جدید کے سلسلہ میں دورہ کریں گے۔ لہٰذا جملہ عہدیداران جماعت و مبلغین و معلمین سلسلہ سے انسپکٹر صاحب موصوف کے ساتھ کماحقہٗ تعاون کرنے کی درخواست ہے۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
قادیان	-	-	۲/۱/۸۴	حیدرآباد	۲۰/۱/۸۴	۱	۲۱/۱ بعد
کلکتہ	۴/۱/۸۴	۶	۱۰	سکندرآباد	۲۱	۱	۲۲
کیرا	۱۰	۱	۱۱	یادگیر	۲۲	۴	۲۶
بانسرہ	۱۱	۱	۱۲	تیماپور	۲۶	۱	۲۷
سیوگلا۔ بنگلہ	۱۲	۱	۱۳	دیودرگ	۲۷	۱	۲۸
موہن پور چاند نگر۔ ڈائمنڈ ہاربر	۱۳	۱	۱۴	گلبرگہ	۲۹	۱	۳۰
کلکتہ	۱۴	۱	۱۵	یادگیر	۳۰	۱	۳۱
بتھاری	۱۵	۱	۱۶	ہبلی	۳۱	۱	۱/۲
کلکتہ	۱۶	۱	۱۷	بیلگام	۱/۲	۱	۲
ابراہیم پور۔ ہجرت پور	۱۷	۱	۱۸	ماؤنٹ واڑی	۲	۱	۳
رائے گرام۔ تاگرام	۱۸	۱	۱۹	ہبلی	۳	۱	۴
سندر پور کیتھا	۱۹	۱	۲۰	سوریب	۴	۱	۵
گانتلہ	۲۰	۱	۲۱	ساگر	۵	۱	۶
نگرکچھ	۲۱	۱	۲۲	شموگہ	۶	۳	۹
بھگوان گولا۔ ہریری	۲۲	۱	۲۳	بنگلور	۹	۴	۱۳
کلکتہ	۲۳	۱	۲۴	مدراس	۱۳	۴	۱۷
برلیشہ	۲۴	۱	۲۵	مالاپالیم	۱۷	۱	۱۸
ماتھرون	۲۵	۱	۲۶	ٹوٹوکورین	۱۸	۱	۱۹
کرسینڈرا بیل ڈھنگا	۲۶	۱	۲۷	مالاپالیم	۱۹	۱	۲۰
کھڑک پور	۲۷	۲	۲۹	سنکران کوئل	۲۰	۱	۲۱
حیدرآباد	۸/۱۲/۸۳	۶	۱۴/۱۲/۸۳	کوٹار	۲۱	۱	۲۲
چنتہ کنٹہ	۱۴	۳	۱۷	مدراس	۲۲	۳	۲۵
محبوب نگر۔ جڑچرلہ	۱۷	۲	۱۹	قادیان	۳۰/۲/۸۴	-	-
شاد نگر	۱۹	۱	۲۰	—	—	—	—

دُعائے مغفرت

خاکسار کی نانی محترمہ رابعہ بیگم صاحبہ ایک ماہ تک فراش رہنے کے بعد بعمر قریباً ۱۰۵ سال مورخہ ۲۰/۱۲/۸۳ بوقت صبح ۱۱ بجے اس جہان فانی سے رحلت فرما گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں ہی بیعت کی تھی۔ اور مرتے دم تک احمدیت پر قائم رہتے ہوئے احمدیت کی ترقی و کامیابی کے لئے دُعائیں کرتی۔ تدفین اُسی روز شام نو بجے عمل میں آئی جس میں احمدی احباب کے علاوہ کئی غیر احمدی احباب بھی شرکت فرمائے تھے۔ قارئین بدر سے مرحومہ کی مغفرت و بلندی درجات کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار۔ محمد عبد اللہ اُستاد گلبرگہ

"اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ"

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE [illegible] PHONE: 23-9302

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15 PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072.

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ۔ کلکتہ ۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

PH. 275475
RESI. 273903 CALCUTTA-700073.

"یہی وہ ہل ہے"

جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے دیا گیا:

("فتح اسلام" صفحہ ۲۰ تصنیف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش

لبرٹی ہوٹل

نمبر ۵-۲-۱۸ فلک نما حیدرآباد ۵۰۰۲۵۳

ھُوَ النَّاصِرُ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

کراچی میں معیاری سونا کے معیاری زیورات خریدنے اور بنوانے کے لئے تشریف لائیں)-!!

الرؤف جیولرز

۱۶ خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری شمالی ناظم آباد، کراچی۔ فون نمبر ۶۹-۰۹۱۰

"AUTOCENTRE" تار کا پتہ:-

23-5222
23-1652 ٹیلیفون نمبرز

آٹو ٹریڈرز

۱۶- مینگو لین۔ کلکتہ-۷۰۰۰۰۱

HM ہندوستان موٹرز لمیٹڈ کے منظور شدہ تقسیم کار برائے:- ایمبیسڈر ◉ بیڈ فورڈ ● ٹریکر HM

SKF بالز اور رولرز ٹیپر بیرنگ کے ڈسٹری بیوٹر

ہر قسم کی ڈیزل اور پٹرول کاروں اور ٹرکوں کے اصلی پرزہ جات دستیاب ہیں!

AUTO TRADERS

16-MANGOE LANE, CALCUTTA-700001.

"محبت سب کے لئے
نفرت کسی سے نہیں"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش: سن رائز ربر پروڈکٹس ۲ ٹپسیا روڈ۔ کلکتہ ۷۰۰۰۳۹

SUNRISE RUBBER PRODUCTS,

2-TOPSIA ROAD, CALCUTTA-700039.

پرفیکٹ ٹریول ایڈس

PERFECT TRAVEL AIDS
D/NO. 2/54 (1)
MAHADEVPET
MADIKERI-571201.
(KARNATAK)

رحیم کاٹیج انڈسٹریز

RAHIM COTTAGE INDUSTRIES.
17-A, RASOOL BUILDING.
MOHAMEDAN CROSS LANE
MADANPURA,
P.O. BOX: 4583.
BOMBAY-8.

ریگزین، فوم، چمڑے، جینس اور ویلویٹ سے تیار کردہ بہترین معیاری اور پائیدار سوٹ کیس۔ بریف کیس۔ سکول بیگ۔ ایربیگ۔ ہینڈ بیگ (زنانہ و مردانہ)۔ ہینڈ پرس۔ منی پرس پاسپورٹ کور اور بیلٹ کے مینوفیکچرس اینڈ آرڈر سپلائرز

ہر قسم اور ہر ماڈل کے

موٹر کار، موٹر سائیکل، سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے

AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD.
C.I.T. COLONY
MADRAS-600004.
PHONE No. 76360.

آٹو ونگس

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

منجانب :- احمدیہ مسلم مشن - ۲۰۵ نیو پارک سٹریٹ - کلکتہ - ۷۰۰۰۱۷ - فون نمبر :- ۴۳۴۷۱۷

ارشاد نبوی

"ما قلّ وکفی خیر مما کثر والھی"

(ترجمہ) جو مال تھوڑا اور کافی ہو وہ بہتر ہے بہ نسبت اس مال کے جو زیادہ ہو مگر غافل کر دے۔

محتاج دعا - یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: "اصل غنا دل کا غنی ہونا ہے"

ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام: "امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکبر" (کشتی نوح)

پیشکش :-

محمد امان اختر نیاز سلطانہ پارٹنرز

۳۲ - سیکنڈ لین روڈ
سی - آئی ٹی کالونی
مدراس - ۶۰۰۰۰۴

ملبار موٹرس

ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ ان کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔

(از کشتی نوح)

M.MOOSA RAZA SAHEB & SONS
NO. 6, ALBERT VICTOR ROAD, FORT
GRAM:- MOOSA RAZA
PHONE:- 605558.
BANGALORE-2.

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

امن الیکٹرانکس
کورٹ روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

کلک الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو - ٹی وی - اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس۔

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ہشتم ص ۳۱)

فون نمبر ۴۲۹۱۶ ___ ٹیلیگرام: سٹار بون

سٹار بون مل اینڈ فرٹیلائزر کمپنی

سپلائرز :- کرشنڈ بون - بون میل - بون سینیوس - ہارن ہوفس وغیرہ

(پتہ)

نمبر ۲۲/۴/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدر آباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

حیدر آباد میں
فون نمبر :- ۴۲۲۰۱

لیلینڈ موٹر گاڑیوں

کا اطمینان بخش، قابل بھروسہ اور معیاری سروس کا واحد مرکز

مسعود احمد ریپیرنگ ورکشاپ (آغا پورہ)

۴۸۷ - ۱ - ۱۶ سعید آباد - حیدر آباد - (آندھرا پردیش)

"اپنی خلوت گاہوں کو ذکر الٰہی سے معمور کرو!"

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

NIR ®

پیشکش :-

CALCUTTA-15.

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل، نیپر ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!